عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۵ | ۶ تا ۱۲/ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ تا ۱۴/ستمبر ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۳۴

قربانی جذبۂ اطاعت کا عملی نمونہ

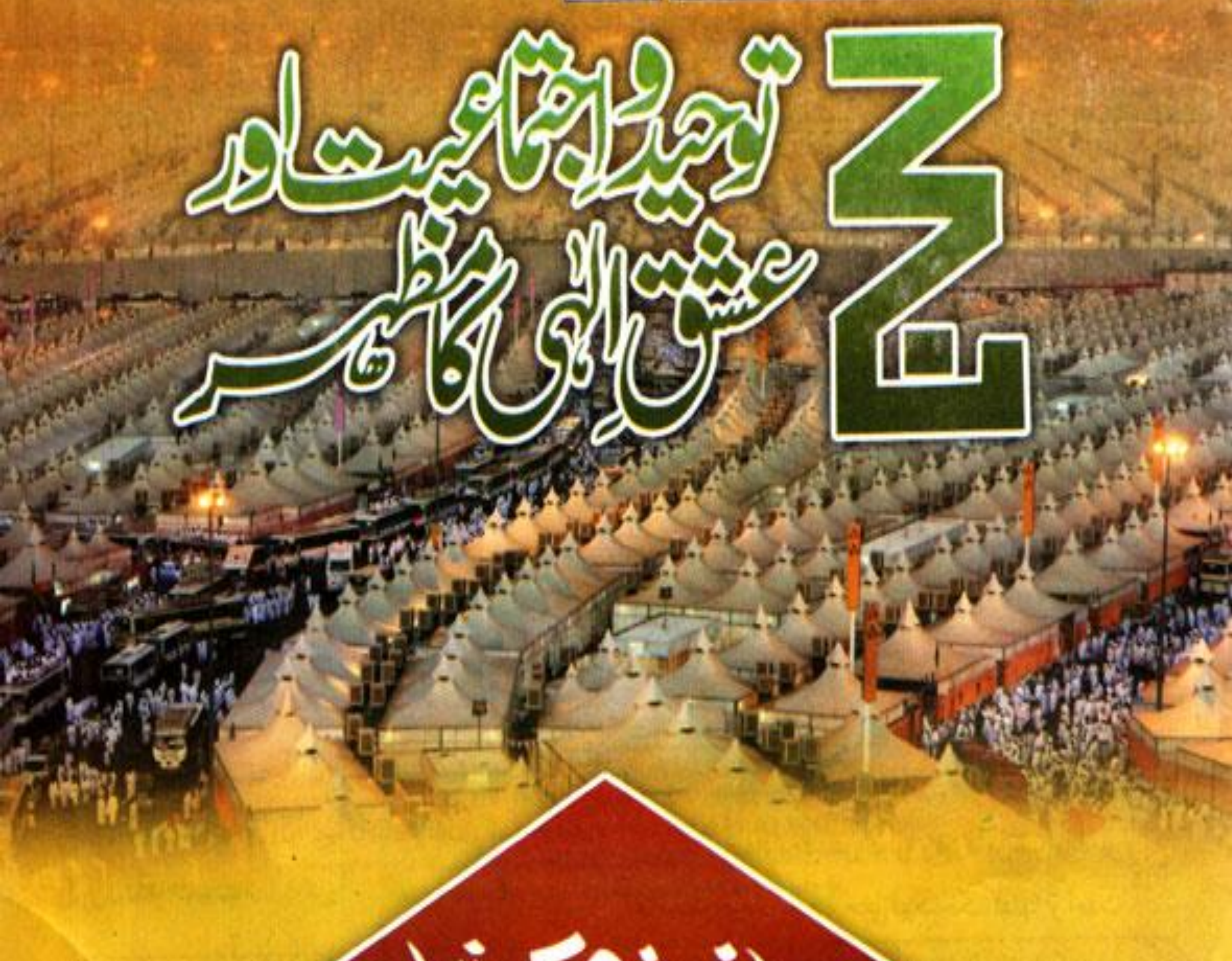

حج توحید و اجتماعیت اور عشقِ الٰہی کا مظہر

جانور ذبح کرنے کا طریقہ و مسائل

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

قربانی کا نصاب

س:......قربانی صاحب استطاعت پر واجب ہے، معلوم کرنا ہے کہ صاحب استطاعت سے کیا مراد ہے؟ کتنی مالیت ہونی چاہئے؟

ج:......قربانی کے دن جس کے پاس اتنی رقم ہو کہ اس سے ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکے، اور وہ رقم اس کی ضرورت سے زائد ہو، چاہے اس پر سال نہ بھی گزرا ہو، اس پر قربانی واجب ہے۔

قربانی کے جانور میں عقیقہ کے حصے

س:......کیا قربانی کے جانور میں پانچ حصے قربانی کے اور دو حصے کسی اور مقصد کے لئے رکھے جاسکتے ہیں؟

ج:......جی ہاں! جائز ہے، بشرطیکہ دوسرے دو حصے بھی جائز مقاصد کے لئے ہوں، مثلاً عقیقہ یا صدقہ کے ہوں تو جائز ہے۔

قربانی کی نیت

س:......اگر کوئی شخص قربانی کی نیت رکھتا ہو اور بعد میں کسی مجبوری کی وجہ سے اپنا ارادہ بدل دے اور قربانی نہیں کرنا چاہتا تو کیا اس صورت میں اس پر قربانی فرض ہے؟ کیا اس کو قربانی کی قضا کرنی ہوگی؟

ج:......اگر اس پر قربانی واجب نہ ہو تو محض نیت سے اس پر قربانی واجب نہ ہوگی، لیکن اگر قربانی واجب تھی اور نیت بھی تھی مگر نہیں کرپایا تو اس پر اس کی قضا واجب ہے۔

قربانی کی بجائے رقم خرچ کرنا

س:......کیا اس طرح کرنا جائز ہے کہ قربانی کے جانور کی قیمت کسی غریب کو دے دیں؟ کیا اس طرح کرنے سے صاحب نصاب شخص بری الذمہ ہوجائے گا؟

ج:......بصورت مسؤلہ صاحب نصاب شخص پر قربانی کرنا واجب ہے کسی غریب کو قربانی کے جانور کی رقم دینے سے واجب قربانی ادا نہ ہوگی۔

تکبیرات تشریق کا وقت

س:......تکبیرات تشریق یعنی: ''اللہ اکبر اللہ اکبر لا إلہ الا اللہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد'' آواز بلند کہنا کیا نماز عید کے بعد ضروری ہے یا ہر فرض نماز کے بعد؟

ج:......تکبیرات تشریق صرف عیدالاضحی کی نماز کے بعد نہیں بلکہ ۹ ذوالحجہ کی نماز فجر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جہراً ایک بار کہنا ضروری ہے۔ البتہ خواتین یہ تکبیرات آہستہ آواز سے کہیں گی۔

تکبیرات تشریق کہنا بھول جائے تو؟

س:......اگر کوئی شخص تکبیرات تشریق کسی فرض نماز کے بعد کہنا بھول گیا اور نماز کے بعد کسی دوسرے سے بات چیت کرنا شروع کردی تو کیا یاد آنے پر تکبیرات کہنا ضروری ہوگا یا نہیں؟

ج:......واضح رہے کہ تکبیرات تشریق کا وقت فرض نماز کے فوراً بعد ہے، لہٰذا نماز کے بعد کسی سے بات چیت کرنے سے تکبیرات کا وقت ختم ہوگیا۔ اس لئے یاد آنے پر اب تکبیرات کہنا ضروری نہیں۔ البحرالرائق میں ہے:

''واما ادائہ فدبر الصلوٰۃ و فورھا من غیر ان یتخلل مایقطع حرمۃ الصلاۃ حتی لو ضحک قہقہۃ أو أحدث متعمداً اوتکلم عامداً او ساھیاً .... لایکبر لان التکبیر من خصائص الصلوٰۃ۔'' (البحرالرائق، ج:۲، ص:۲۸۸، باب صلاۃ العیدین)

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۶ تا ۱۳ ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ستمبر ۲۰۱۶ء — شمارہ:۳۴

اس شمارے میں!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت	۵	محمد اعجاز مصطفی
حج... توحید و اجتماعیت اور عشق الٰہی کا مظہر	۸	مولانا حفیظ الرحمن مدنی
قربانی... جذبۂ اطاعت کا عملی پیکر	۱۲	مولانا ندیم الواجدی
اصلاح نفس و معاشرہ	۱۵	خالد محمود، سابق یونیل کندن
نزول عیسیٰ علیہ السلام (۶)	۱۸	مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ
مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۴)	۲۰	حافظ عبید اللہ
ختم نبوت انعام گھر کا انعقاد	۲۳	مولانا محمد ابراہیم ارائیں
جانور ذبح کرنے کا طریقہ و مسائل	۲۵	مفتی محمد فرحان فاروق

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

شرک (اصغر) یعنی ریا

۱:.....حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ خوف تم پر شرک اصغر کا ہے، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ریا اور فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ ریا کاروں کو حکم دے گا کہ جاؤ ان کے پاس جاؤ جن کے دکھانے کو تم نے دنیا میں اعمال کئے تھے، سو جاؤ دیکھو ان کے پاس اعمال کا بدلہ یا کوئی بھلائی موجود ہے؟۔ (احمد بیہقی)

ریا کو چھوٹا شرک یعنی شرک اصغر فرمایا۔ لوگوں کے دکھانے کو جو عمل کیا جائے اس کے متعلق قیامت میں ارشاد ہوگا: جاؤ ان سے ہی ثواب حاصل کرو، جن کو دکھانے کو عمل کئے تھے۔

۲:.....حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی بندہ علانیہ نماز پڑھتا ہے اور اچھی طرح پڑھتا ہے اور جب پوشیدہ پڑھتا ہے تو بھی اچھی طرح پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یہ میرا بندہ اسےباز اور سچا ہے۔ (ابن ماجہ)

یعنی کوئی دیکھے یا نہ دیکھے وہ بہر حال عبادت اچھی طرح دل لگا کر کرتا ہے اور اس کو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے اور اس میں ریا کو دخل نہیں ہوتا۔

۳:.....مہاجر بن حبیبؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے: میں ہر حکیم اور سمجھدار آدمی کا کلام قبول نہیں کرلیتا بلکہ میں تو اس کے قصد اور خواہش کو قبول کرتا ہوں، پس اگر اس کا قصد اور اس کی خواہش میری اطاعت کے لئے ہے تو میں اس کی خاموشی کو بھی اپنی حمد اور بزرگی کردیتا ہوں، اگرچہ وہ کلام نہ کرے۔ (دارمی)

مطلب یہ ہے کہ جس کی نیت صحیح ہو اور لوگوں کو دکھانا اور محض شہرت مقصود نہ ہو تو ایسے بندے کا ہر عمل موجب اجر و ثواب ہے، حتیٰ کہ اگرچہ وہ چپکا بھی بیٹھا ہے تب بھی سبحان اللہ اور الحمدللہ کا ثواب ملتا ہے۔

۴:.....حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت میں سب سے پیشتر شہید کا فیصلہ کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ شہید کو بلا کر اپنی نعمتیں اور اپنے احسانات کا اظہار فرمائے گا، یہ شہید ان سب کا اعتراف کرے گا، حضرت حق ارشاد فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے بدلہ میں کیا عمل کیا؟ یہ عرض کرے گا: میں نے تیرے راستے میں اور تیرے نام پر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوگیا، ارشاد ہوگا تو جھوٹا ہے تو نے اس لئے یہ سب کچھ کیا تھا کہ تو بہادر اور جری مشہور ہو، چنانچہ جس غرض کے لئے تو نے یہ کیا تھا وہ تجھ کو حاصل ہوگئی، پھر اس شہید کو دوزخ کا حکم ہوگا، چنانچہ اس کو منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

مسائل وضو

س:.....مسح کسے کہتے ہیں؟

ج:..... ہاتھ گیلا کرکے جسم کے کسی حصے پر اس گیلے ہاتھ کے پھیر لینے کو مسح کہتے ہیں اور وضو میں مسح کا عمل صرف سر پر کیا جاتا ہے۔ یعنی گیلا ہاتھ سر کے اتنے حصے پر پھیرا جائے کہ سر کا چوتھائی حصہ اس میں آجائے، اس عمل کو مسح کہتے ہیں۔

س:..... فرائض کے اندر دو عضو کہنی اور ٹخنے کا ذکر آیا ہے، یہ جسم کے کن حصوں کو کہا جاتا ہے؟

ج:.....انسان کے جسم میں جو ہاتھ ہے اس کے پنجے کو ہتھیلی کہا جاتا ہے، اس کے بعد ہاتھ کے موڑ کے حصے کو کلائی کہا جاتا ہے، کلائی کے خاتمے پر جو جوڑ ہے جس کے بعد بازو شروع ہوتا ہے، اس جوڑ کو کہنی کہتے ہیں۔ پاؤں کے پنجے کے بعد پیر کے دونوں طرف جو ابھری ہوئی ہڈی ہوتی ہے اسے ٹخنہ کہتے ہیں۔

س:.....وضو کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

ج:..... نماز و بعض دیگر عبادات کی ادائیگی کے لئے شریعت نے جن جن اعضا کو دھونے یا جس عضو پر مسح کرنے کا حکم دیا ہے ان پورے عمل کو وضو کہتے ہیں، وضو کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے: پاک صاف اونچی جگہ بیٹھ کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پاک صاف پانی سے سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں گٹوں (کلائیوں کے جوڑ) تک دھولی جائیں (ایسا تین مرتبہ کریں) پھر سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی میں چلو بناتے ہوئے پانی لیں اور اس پانی سے کلی کریں یعنی منہ میں پانی گھما کر پانی باہر پھینک دیں (ایسا تین مرتبہ کریں۔ نیز اس دوران اگر مسواک پاس ہو تو دانتوں پر مسواک پھیر لیں اگر مسواک نہ ہو تو دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی دانتوں پر مل لیں) پھر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں پانی لیتے ہوئے ناک میں ڈالیں اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی ناک کے نتھنوں (سوراخوں) میں پھرالیں (ایسا تین مرتبہ کریں) پھر تین مرتبہ پورے چہرے پر آہستہ سے پانی بہائیں (چہرے پر اس زور سے پانی نہ ماریں کہ چھینٹیں اڑیں) یہ پانی پیشانی کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک چوڑائی میں دو کانوں کے کناروں کے درمیان چہرے کو دھوتے ہوئے ڈالیں کہ بال برابر بھی جگہ خشک نہ رہے دونوں پلکوں کے نیچے تک پانی پہنچ جائے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

متواتر احادیث میں آیا ہے کہ قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، وہ دمشق کی جامع مسجد کے منارہ کے پاس نازل ہوں گے، پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان کی امامت میں ادا فرمائیں گے، دجال کو قتل کریں گے، حضرت مہدی علیہ الرضوان کی وفات کے بعد امت مسلمہ کی قیادت کریں گے۔ تقریباً چالیس یا پینتالیس سال زمین پر رہیں گے، شادی بھی کریں گے، آپ کی اولاد بھی ہوگی پھر آپ کی وفات ہوگی، مسلمان آپ کی نماز جنازہ ادا کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس میں مدفون ہوں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کس وقت ہوگا؟ فجر کی نماز کے وقت؟ یا عصر کی نماز کے وقت؟ حضرت تھانوی قدس سرہ نے بہشتی زیور میں عصر کا وقت لکھا ہے۔ اسی طرح حضرت مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ نے ”عقیدۂ ظہور مہدی“ نامی کتاب میں ایک جگہ تو اگرچہ عصر کا وقت لکھا ہے، لیکن اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۰۱ پر حضرت مفتی شامزئی شہیدؒ لکھتے ہیں کہ:

”اس لئے کہ ابن ماجہ میں، ص:۳۰۸ پر صحیح حدیث میں موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس دن عرب کہاں ہوں گے؟ تو فرمایا وہ تھوڑے سے بیت المقدس کے پاس ہوں گے اور ان کا امام ایک نیک آدمی یعنی مہدی ہوں گے، پس اس اثنا میں ان کا امام صبح کی نماز کے لئے آگے ہو چکا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صبح کے وقت اتریں گے تو وہ امام واپس ہوگا۔“

خلاصہ یہ کہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی نور اللہ مرقدہ کی طرف یہ نسبت کرنا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت صرف نماز عصر لکھا ہے۔ صحیح نہیں، بلکہ جہاں انہوں نے عصر کا وقت لکھا ہے، وہاں اس مضمون کی ابتدا میں ص:۷ کے حاشیہ میں تصریح کی ہے کہ یہ مضمون بلفظہ مولانا محمد بدر عالم صاحبؒ کی کتاب ترجمان السنہ، ج:۴، ص:۳۷۲ تا ۳۷۶ سے ماخوذ ہے۔

بہر حال حضرت مفتی شامزی شہیدؒ کی طرف سے یہ وضاحت ضروری تھی جو کردی گئی۔ باقی حضرت تھانوی قدس سرہ کی کتب میں یہ تلاش جاری ہے کہ کہیں آپؒ کی طرف سے بھی یہ صراحت آجائے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا وقت نماز فجر ہے، نماز عصر نہیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد راشد ڈسکوی مدظلہ کا مضمون ملاحظہ فرمائیں، آپ لکھتے ہیں:

بہشتی زیور کی عبارت:

’’دجال ملکِ شام پہنچے گا، جب دمشق کے قریب ہوگا، تو حضرت مہدی علیہ الرضوان وہاں پہلے سے پہنچ چکے ہوں گے اور لڑائی کی تیاری میں مشغول ہوں گے کہ عصر کا وقت آجائے گا، مؤذن اذان دے گا اور لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اُترتے نظر آئیں گے اور جامع مسجد کے مشرق کی طرف والے منارے پر آکر ٹھہریں گے، وہاں سے زینہ لگا کر نیچے تشریف لائیں گے............الخ‘‘۔

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مضمون احادیث میں اس طرح مسلسل نہیں آیا، بلکہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ نے بہت سی متفرق احادیث کو جمع کر کے ترتیب دیا ہے۔ (بہشتی زیور، حصہ پنجم، تھوڑا سا حال قیامت اور اس کی نشانیوں کا، ص:۵۰۱، ۵۰۲، دارالاشاعت)

’’عقیدہ ظہورِ مہدی‘‘ اور ’’قیامت نامہ‘‘ کا حوالہ:

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’عقیدہ ظہور مہدی‘‘ میں حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ کے رسالے ’’قیامت نامہ‘‘ [ص:۱۴، مطبوعہ ہمدرد پریس دہلی] سے ہی یہ مضمون نقل کیا ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ کی ذکر کردہ تحریر کا مأخذ علامہ برزنجیؒ کی کتاب ’’الاشاعۃ‘‘ (ص:۱۶۹) ہے۔ اور آگے علامہ برزنجیؒ نے یہ مضمون ابن العربی کی کتاب ’’الفتوحات المکیہ‘‘ سے نقل کیا ہے، جس میں نماز عصر کے وقت نزول کا ذکر ہے۔

ابن العربی رحمہ اللہ کا قول:

ابن العربی رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

’’ایسے موقع پر (جس کا ذکر ماقبل میں گزرا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی جانب، سفید منارے پر دو زرد چادروں میں لپٹے ہوئے اتریں گے، اس حال میں کہ آپ دو فرشتوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے، ایک فرشتہ آپ کی دائیں جانب ہوگا اور دوسرا بائیں جانب۔ آپ کے سر مبارک سے موتیوں کی مانند پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے، جیسا کہ آپ ابھی غسل خانہ سے نکلے ہوں، اس وقت لوگ نماز عصر کے لیے تیار کھڑے ہوں گے۔ امام (آپ کو دیکھ کر) آپ کے لیے اپنے مصلیٰ سے پیچھے ہٹ جائے گا، (تاکہ آپ نماز پڑھائیں) تو آپ آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائیں گے، اور سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق امامت کرائیں گے۔‘‘

(الفتوحات المكية، الباب السادس والستين والثلث مأة، في معرفة وزراء المهدي: ۶/ ۵۱، دار الكتب العلمية)

قولِ محقق:

تتبع کتب کے بعد اندازہ ہوا کہ یہ محض ابن العربیؒ کا اپنا قول ہے، انہوں نے اس قول کی دلیل میں کسی روایت کو پیش نہیں فرمایا، صرف اس مقام سے کچھ آگے سنن ترمذی کی ایک روایت نقل کی ہے، جو صحیح مسلم میں بھی موجود ہے، لیکن اس روایت میں کہیں بھی عصر کے وقت نزول کا ذکر نہیں ہے۔

اس موضوع پر مقدور بھر کوشش کرنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لفظِ ’’عصر‘‘ کی ’’فجر‘‘ کے ساتھ لفظی مشابہت کی وجہ سے کتابت کی غلطی سے ایسا تغیر ہوگیا ہے، کیونکہ بہت ساری کتب تفاسیر، کتب احادیث، شروح احادیث، کتب علم الکلام اور عربی واردو فتاوی جات میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا وقت: ’’صبح کا وقت/ نماز فجر/ بوقتِ سحر‘‘ مذکور ہے، نہ کہ نماز عصر کا وقت، مثلاً: تفسیر ابن کثیر، جامع البیان للطبری، الدر المنثور، سنن ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل، مستدرک علی الصحیحین، مجمع الزوائد، تکملۃ فتح الملہم، الحاوي للفتاوي، الفتاوی الحدیثیہ، فتاوی عزیزیہ، جواہر الفقہ، معارف الحدیث، آپ کے مسائل اور ان کا حل وغیرہ۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تو اپنی تفسیر اور تاریخ میں نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق احادیث متواترہ ذکر کرنے کے بعد ان سے اخذ کردہ فوائد ذکر کرتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ نزول نماز فجر کے وقت ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

''پس یہ (تمام) احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں .... اور ان احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کیفیت، نازل ہونے کی جگہ پر راہنمائی ملتی ہے کہ آپ ملک شام، بلکہ (ملکِ شام کے شہر) دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینارے پر اتریں گے، اور یہ کہ یہ اترنا نماز صبح کی جماعت کھڑی ہونے کے وقت ہوگا...... الخ۔''

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ النساء، رقم الآیۃ: ۱۵۵-۱۵۹، ۲۶۳/۴، مؤسسۃ قرطبۃ)

''اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے سفید مینار پر اتریں گے، اس وقت نماز صبح کی اقامت کہی جا چکی ہوگی، تو آپ کو (دیکھ کر) مسلمانوں کا امام کہے گا، اے روح اللہ! آگے تشریف لائیے اور (ہمیں) نماز پڑھائیے، تو اس کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرمائیں گے: نہیں، اللہ تعالیٰ کا اس امت پر یہ اعزاز ہے کہ تم میں سے بعض، دوسرے بعض پر امیر ہیں۔''

(البدایۃ والنہایۃ، قصۃ عیسیٰ بن مریم، صفۃ عیسیٰ علیہ السلام وشمائلہ وفضائلہ: ۵۲۶/۲، دار ہجر للطباعۃ والنشر)

خلاصہ کلام یہ کہ عصر کے وقت میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ماسوا مذکورہ بالا تین کتب کے کہیں کچھ نہیں ملا، ہر جگہ نماز فجر کے وقت کی تعیین ہی ملی، اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ عصر کے وقت نزول کی تردید پر سوائے حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ کے، دیگر شارحین یا محدثین کرام وغیرہ کا کوئی کلام نہیں ملا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اکمل واتم۔

امامِ اہل سنت، حضرت اقدس، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ اپنی کتاب ''توضیح المرام فی نزول مسیح علیہ السلام'' میں ایک مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر قادیانیوں کی کتب سے ہی دلائل دیتے ہوئے، تیسرے حوالے (مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ: حج الکرامۃ، ص:۴۱۸ میں ابن واطیلؒ وغیرہ سے روایت لکھی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام عصر کے وقت آسمان پر سے نازل ہوں گے۔ تحفہ گولڑویہ، ص:۱۸۴) کے بعد لکھتے ہیں کہ:

یہ تین حوالے ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نقل کیے ہیں، جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی تصریح ہے اور اپنے اقرار اور بیان سے بڑھ کر آدمی کے لیے اور کیا حجت ملزمہ ہو سکتی ہے؟! صحیح احادیث کے پیش نظر جن کا ذکر اسی پیش نظر کتاب میں باحوالہ ہو چکا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول عصر نہیں بلکہ بوقتِ صبح، صلاۃ صبح ہوگا، کمامر۔ (توضیح المرام فی نزول مسیح علیہ السلام، عیسائی بھی مسیح علیہ السلام کے رفع اور نزول کے قائل اور ان کی آمد کے منتظر ہیں، ص:۲۰۷، طبع پنجم، اگست/۲۰۱۰ء، مکتبہ صفدریہ)

رہ گئی یہ بات کہ پھر اتنے بڑے حضرات اکابر نے وقتِ عصر کیسے ذکر کر دیا؟؟ تو جاننا چاہیے کہ ان اکابرین سے اس مسئلے میں سہو ہو جانے سے ان کی شان میں فرق نہیں پڑتا، بلکہ یہ تو دلیل ہے کہ معصوم عن الخطا صرف حضرات انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ہیں اور کوئی نہیں۔ نیز! یہ سہو اپنے سے متقدم کے اوپر اعتماد کرتے ہوئے نقل در نقل میں خطا کی قبیل میں سے ہے اور ایسا صرف انہی سے نہیں بلکہ بہت سے حضرات اکابرین سے صادر ہونا مشاہد ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل کے بعد مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا وقت ''نماز فجر'' ہی بیان کیا جائے اور لکھا جائے، تاوقتیکہ نماز عصر کے وقت کی تصریح صحیح روایات سے سامنے آ جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

حج.....توحید واجتماعیت اور عشقِ الٰہی کا مظہر

مولانا حفیظ الرحمن مدنی

حج میں عشق وفنائیت کا پہلو:

حج کا ذکر جیسے ہی آتا ہے تو عموماً اس کے دو پہلو سامنے آتے ہیں' ایک عشق ومحبت' فدائیت و فنائیت جنون ووارفتگی کا پہلو' جس کی بنا پر ایک حاجی عشق الٰہی سے سرشار' دیوانگی کی کیفیت کے ساتھ قدم بڑھاتا ہے اور میقات جہاں سے حرم پاک کی خصوصی تعظیم اور اس کے تقدس کی حد شروع ہوتی ہے' وہیں سے کفن کے مشابہ احرام کی چادریں لپیٹ کر دیوانہ وار پھرتا رہتا ہے' کبھی خانہ کعبہ کا چکر لگاتا ہے' تو کبھی منیٰ کی وادیوں کے درمیان عشق کی راہ میں حائل ہونے والے شیطان کی علامتوں اور جگہوں کو سنگسار کرتا ہے' میدان عرفات میں تڑپ تڑپ کر بے خودی کے عالم میں اپنے محبوب کو راضی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور لگاتار آنسوؤں کی سوغات پیش کرتا چلا جاتا ہے اور اسی طرح چلتے چلتے مزدلفہ میں رک کر رات کی تاریکیوں میں اپنے مولیٰ احکم الحاکمین سے مناجات اور سرگوشیاں کرتا ہے اور خالص اسی کی رضا کے لئے جانور ذبح کرتا ہے اور اس کے ذریعہ اپنے لاڈلے بیٹے کی قربانی کا بدل پیش کرتا ہے اور یہی وہ مقام خلت ہے جس کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سرفراز کیا گیا۔

عبدیت ومسکنت کا پہلو:

دوسرا پہلو عبدیت و عاجزی' ذلت ومسکنت' خودسپردگی اور اطاعت کا ہوتا ہے' جس کے ذریعہ حاجی اللہ کا خاص بندہ' اس کا منتخب اور مقبول پسندیدہ ہوجاتا ہے' گناہوں سے پاک وصاف اور صلاح وتقویٰ سے آراستہ ہوجاتا ہے' آیت کریمہ اسی واضح حقیقت کو بیان کرتی ہے:

"حج کے چند مہینے ہیں جو مشہور و معلوم ہیں' پس جو شخص ان ایام میں اپنے ذمہ حج مقرر کرلے تو پھر اس شخص کو نہ کوئی فحش بات جائز ہے نہ کوئی بے حکمی درست ہے اور نہ کسی سے نزاع وتکرار زیبا ہے' اور جو نیک کام کروگے خدا کو اس کی اطلاع ہوتی ہے اور زادِراہ لے لیا کرو' بیشک بہتر توشہ تقویٰ ہے اور مجھ سے ڈرو اے عقلمندو!" (سورۃ البقرہ:۱۹۷)

حدیث مقدس سے اس کی حقیقت اس طرح ظاہر ہوتی ہے:

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حج کیا جس میں نہ فحش بات کی اور نہ ہی گناہ کا کام کیا' تو اس حالت میں واپس ہوتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔" (متفق علیہ)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج مقبول کا ثواب جنت کے سوا دوسرا نہیں ہے۔"

وحدت و مساوات اسلام کی مرکزی خصوصیت:

لیکن اسی کے ساتھ حج کی ایک تیسری جہت بھی ہے جو اس کی ایک اہم خصوصیت ہے اور اس کا دعوتی و اصلاحی پہلو بھی ہے' جو درحقیقت پورے مذہب اسلام کی امتیازی صفت ہے' کیونکہ اسلام امن و عافیت کا پیغام ہے جو دیگر خصوصیات کے ساتھ وحدت واجتماعیت کی شکل میں زیادہ نمایاں نظر آتا ہے' کیونکہ اسلام کے تمام ہی شعبوں میں یکسانیت و مساوات کا پہلو غالب ہے: "یداللہ علی الجماعۃ" اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے۔ نماز باجماعت کی مشروعیت سے خود یہ حکمت سمجھ میں آتی ہے' اسی طرح اخلاق کی بلندی سے بھی اتحاد واتفاق قائم ہوتا ہے اور شیرازہ بندی ہوتی ہے' نکاح بھی عقد انضمام ہے اور خاندانوں کے جوڑنے اور وجود میں آنے کا ذریعہ ہوتا ہے' عقود و معاملات اور خرید وفروخت میں بھی خاص طور پر ایسی شرطوں کو فساد کا ذریعہ قرار دیا گیا' جو انتشار ونزاع اور مخاصمت کا سبب ہوں' اس سے یہ بات واضح ہے کہ اسلام کے تمام احکام اور شعبوں میں اتحاد و اجتماعیت خاص طور سے ملحوظ ہوتی ہے' اور یہی کیا' اسلام تو ایک ابدی پیغام بن کر آیا اور دنیا کے تمام انسانوں کو ایک جھنڈے تلے جمع ہونے کی دعوت دی' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قل یا أیھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا." (سورۃ اعراف)

ترجمہ: "اے نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرمادیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔"

مناسک حج میں وحدت ومساوات:

حج کے افعال کی ابتدا احرام سے ہوتی ہے اور جبکہ عازمین حج پوری دنیا کے مختلف علاقوں' نسلوں' زبانوں' تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں جن کی طبیعتیں اور مزاج مختلف ہوتے ہیں اور طبقات بھی مختلف' شاہ وگدا' امیر وغریب' آقا وغلام' محمود وایاز' سب ہی جمع ہوتے ہیں' جن میں سے اگر ایک پھولوں کی سیج پر چلنے کا عادی ہوتا ہے تو دوسرا کھیت کی مٹیوں کے ساتھ لت پت' کوئی گدیوں پر بیٹھ کر حکم نافذ کرتا ہے تو کوئی مشین کے کل پرزوں کے ساتھ ہم رنگ وہم آہنگ' اسی طرح اگر کوئی نرم وگداز بستروں پر نیند سے لطف اندوز ہونے والا ہے تو دوسرا فٹ پاتھ اور کنکریلی زمین پر زندگی گزارنے والا۔

لیکن جیسے ہی حج کا ارادہ کیا سب کا لباس ایک' وہی کفن نما' رنگ بھی ایک یعنی بے رنگی جسے سفید کہئے' نوعیت بھی ایک' انداز بھی ایک اور اس لباس کو اختیار کرنے کا وظیفہ بھی ایک' وہیں سے سارے امتیازات مٹ جاتے ہیں اور سب کی زبانوں پر ایک ساتھ توحید کا ترانہ جاری ہوجاتا ہے:

لبیک اللّٰھم لبیک' لبیک
لا شریک لک لبیک' ان الحمد
والنعمۃ لک والملک لا شریک
لک۔"

ترجمہ: "اے اللہ! میں حاضر ہوں' حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں' میں حاضر ہوں' ساری تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لئے زیبا ہیں اور حکومت وبادشاہت بھی' تیرا کوئی شریک نہیں۔"

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

درحقیقت حج ان وطنی' نسلی' لسانی اور علاقائی قومیتوں کے خلاف اسلامی قومیت کی جیت ہے جن کے بہت سے اسلامی ممالک (مختلف عوامل اور دباؤ کے ماتحت) شکار ہیں' وہ اسلامی قومیت کا مظہر اور اعلان ہے' ان میں حاکم ومحکوم' آقا وغلام' امیر وفقیر' چھوٹے اور بڑے کی کوئی تفریق نہیں ہوتی۔ ان کے لباس اور صدا دونوں میں اسلامی قومیت جلوہ گر ہوتی ہے' یہی حال حج کے دوسرے اعمال' عبادات' مناسک اور شعائر ومقامات کا ہے' جہاں ہر قوم وملک کے لوگ دوش بدوش نظر آتے ہیں اور قریب وبعید' عرب وعجم کے سارے فرق مٹ جاتے ہیں (ارکان اربعہ)۔

واقعی "انما المؤمنون اخوۃ" کی صحیح تصویر سامنے آتی ہے۔ وحدت وتوافق کا عجب دلکش منظر ہوتا ہے' سروں کو کھولتا ہے اور تلبیہ گنگناتا ہے' اگر عشق و فنائیت کا مظہر ہے تو سب کا محبوب بھی ایک ہی ہے:

"لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا
شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد
یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی
کل شیئی قدیر۔"

عاشقین بے شمار ہیں لیکن سب کا محبوب ایک ہے' اظہار عشق کا انداز بھی ایک ہے' مقصود ومراد ایک ہے' جذبات کی اصل بھی ایک ہے' وجدان جداگانہ ہے' کیفیتیں متفاوت ہیں' جو خاص عطیہ خداوندی ہیں اور محبوب سے قربت اور اس کی حلاوت کی ایک صورت ہے اور عشق حقیقی کی تڑپ کا ایک کرشمہ ہے:

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام سہی عرفان محبت عام نہیں

اس حقیقت سے آشنا ہونے کے لئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "فضائل حج" میں حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مرید کے مکالمے کا مطالعہ کافی ہے۔

تلبیہ کے کلمات بھی درحقیقت عشق ومستی سے سرشار' محبوب کی رضا جوئی میں فداکاری کی طرف سے درد بھرا ہوا نعرۂ توحید ہے' جس میں روح کو تڑپانے اور قلب کو گرمانے کی قوت ہے۔

حنفیت کی ہمہ گیری:

یہ گویا اصحاب کہف (چند نوجوانوں) کے اندر پائی جانے والے حق کی سچی طلب کا ایک عکس جمیل ہے' کیونکہ وہ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں سے علیحدہ علیحدہ دین حق کی طلب اور اس کے تحفظ کے لئے نکلے اور جب اکٹھا ہوئے تو سب کا منتہائے نظر اور مرکز توجہ ایک ظاہر ہوا۔

اور یہ اس حنفیت کا ثمرہ ہے جو ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی ذریت میں منتقل ہوتا چلا آرہا ہے اور یہی نہیں بلکہ یہ ندائے خلیل کے جواب کا ایک بہترین نمونہ بھی ہے' کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جس نے جتنی بار لبیک کہا ہوگا وہ اتنی بار حج کی دولت سے سرفراز ہوگا اور کیوں نہ ہو کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت کا ایک مظہر ہے' جو انہوں نے کعبہ مشرفہ کی تعمیر کے وقت اپنے رب کے حضور پیش کی تھی:

"اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنادے اور ہماری نسل سے ایک فرمانبردار امت پیدا کر اور ہم کو ہمارے دینی قاعدے بتلادے اور ہمارے حال پر توجہ رکھ یقیناً تو بڑا توجہ فرمانے والا بڑا مہربان ہے۔"

(سورۂ بقرہ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”درست دین ابراہیمؑ کا جو یکسو
تھے اللہ کے لئے اور مشرکین میں سے نہیں
تھے۔“ (سورۃ انعام)

”میں نے اپنے رخ کو اللہ کے
لئے پھیرلیا‘ جس نے آسمانوں اور زمینوں
کو پیدا کیا‘ سب سے یکسو ہو کر اور میں
مشرکین میں سے نہیں ہوں۔“
(سورۃ انعام)

حنیفا کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ساری مخلوق سے یکسو ہو کر صرف خالق جل و علا کا دروازہ پکڑ لیا ہے‘ جس کے قبضہ اقتدار میں سب علویات وسفلیات ہیں‘ یہی وہ توحید خالص ہے جو ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی میں نمایاں ہے اور اسی نے ان کو کڑی سے کڑی آزمائش اور بڑے سے بڑے امتحان میں کامیاب وبامراد کیا:

”اور جب آزمایا ابراہیمؑ کو ان
کے رب نے کئی باتوں میں پھر انہوں نے
وہ پوری کیں تب فرمایا: میں تجھ کو بناؤں گا
لوگوں کا پیشوا۔“ (سورۃ بقرہ)

”بلاشبہ یہ ایک کھلی ہوئی آزمائش
ہے۔“ (سورۃ صافات)

یہی توحید باری عشق ومحبت کی جان اور عبادت واطاعت کی حقیقی روح ہے‘ جو حج کے تمام افعال کے اندر جلوہ گر ہوتی ہے‘ اگر یہ نہ ہو تو حج محض ایک ظاہری شکل وصورت ہے‘ جس کی کوئی روح اور حقیقت نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی اجر وثواب مرتب ہوسکتا ہے۔

طواف میں وحدت کی جلوہ نمائی:

طواف زیارت حج کا رکن ہے‘ اس کے بغیر حج ادا ہی نہیں ہوسکتا‘ اس میں بھی وحدت کی جلوہ نمائی عجیب ہی ہے ایک لیلیٰ عشق ہے جو اپنے دیوانوں سے خراج محبت وصول کرتی ہے‘ دنیا سے آئے ہوئے عشق کے متوالوں اور توحید کے بادہ خواروں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے‘ جن کو حکم ہی یہی ہے کہ ایک خانہ کعبہ کا ایک متعین اور محدود وقت میں طواف کریں‘ ورنہ ان کا سفر بے سود اور دولت رائیگاں جائے گی۔

وقوف عرفہ کا اساسی کردار:

حدیث میں آتا ہے: ”الحج هو العرفة“ (وقوف عرفہ) حج کا دوسرا رکن ہے‘ اس کے بغیر بھی حج کا وجود قائم نہیں رہ سکتا‘ زوال سے غروب کے درمیان ہر ایک کا وہاں پہنچنا ضروری ہے‘ چاہے ایک لمحہ ہی کے لئے سہی۔

دنیا کے کسی ملک وقوم اور کسی رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والا ہو‘ جب ایک مالک کے حکم‘ اتباع اور محبت میں سفر کیا ہے اور اسی کو ایک مانا ہے تو حکم ہے کہ مجھ کو ایک مان کر آنے والے سب اسی ایک میدان عرفات میں جمع ہو جائیں تب ہی قبولیت کا درجہ ملے گا یہی وہ جگہ ہے‘ جہاں نسل انسانی کے اجتماع کی بنیاد پڑی‘ جبکہ جنت سے دنیا میں آنے کے بعد آدم وحوا علیہما السلام کی پہلی ملاقات یہیں ہوئی: یہاں بھی وہی اجتماعیت ہے‘ بندوں نے خدا کو ایک مانا تو رب العالمین نے بھی اپنے سب منتخب بندوں کو ایک ساتھ دیکھنا پسند فرمایا‘ اور محبت کا امتحان بھی لیا کہ دوپہر کے وقت دھوپ تمازت اور تپش کی حالت میں بلایا اور تضرع و عاجزی‘ انابت وخشوع کو اس کی روح اور اساس قرار دیا‘ اسی طرح جبل رحمت پر ایک ساتھ حاضر ہو کر دعا کرنا‘ عرفات سے ایک ساتھ نکلنا اور مزدلفہ میں ایک ساتھ رات گزارنا پھر ایک ساتھ وہاں سے متحرک ہونا‘ پھر منیٰ میں قیام کرنا‘ قربانی کرنا‘ سر منڈانا اور شیطان کو کنکری مارنا وغیرہ سارے ہی کام ایک ساتھ انجام دیئے جاتے ہیں یہ وحدت ومساوات نہیں تو اور کیا ہے؟

شب گریزاں ہے جلوۂ خورشید سے:

اسی طرح حج کا اتحادی واجتماعی پہلو اس سے بھی سامنے آتا ہے کہ جاہلیت میں قریش حاجیوں کے ساتھ عرفات نہیں جاتے تھے بلکہ حرم ہی میں رکے رہتے تھے‘ وہ کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ میں سے ہیں اور بیت اللہ کے محافظ ومجاور ہیں‘ ان کا منشا یہ تھا کہ وہ بقیہ لوگوں سے ممتاز رہیں‘ اپنی پوزیشن اور حیثیت اور جو امتیاز وفوقیت ان کے خیال میں ان کو حاصل تھی‘ اس کو برقرار رکھیں‘ اللہ نے اس جاہلی اور نسلی امتیاز کو ختم کیا اور ان کو حکم دیا کہ جس طرح اور لوگ کرتے ہیں وہی وہ بھی کریں اور عرفات میں قیام کریں‘ ارشاد فرمایا: ”ثم افیضوا من حیث افاض الناس“ ہاں تو تم وہاں جا کر واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں۔

امام بخاریؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قریش اور وہ لوگ جو ان کے طریقہ پر تھے‘ مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے اور ان کو ”حمس“ کہا جاتا تھا۔

بقیہ سب عرفات میں قیام کرتے تھے‘ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ عرفات میں جائیں اور وہاں قیام بھی کریں‘ پھر سب کے ساتھ وہاں سے واپس ہوں۔

اور حجۃ الوداع کے خطبے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مساوات کا درس بھی دیا تھا اور ارشاد فرمایا:

”لا فضل لعربي على لعجمي
ولا لعجمي على عربي ولا لابيض
على اسود ولا لا سود على ابيض
الا بالتقوى ان اكرمكم عندالله
اتقاكم“۔

میدان عرفات سے اس کا اعلان اسلامی درس وموعظت کے ساتھ حج کی اجتماعیت ووحدت کا ایک

مرکزی پیغام بھی ہے۔

مورخ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے عرب کے جاہلی معاشرہ کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے: ''عہد جاہلیت میں حج کا موسم ایک دوسرے پر فخر کرنے اور مناظرہ ومقابلہ کا اسٹیج بن گیا تھا' جس طرح ''عکاظ' ذوالمجنہ اور ذوالمجاز'' کے بازار اور میلے تھے۔ اہل جاہلیت ہر ایسی تقریب اور ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے' جہاں قبائل کو جمع ہوکر قصیدہ خوانی اور لن ترانی کا موقع مل سکے اور اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے بڑھ چڑھ کر بیان کیے جائیں۔ منیٰ کا اجتماع اس جاہلی جذبہ کی تسکین کا بہترین ذریعہ تھا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا' اور اس کا بہترین بدل عنایت فرمایا اور آباؤ اجداد سے بڑھ کر اپنا ذکر کرنے کو اور ایک ساتھ کرنے کو ارشاد فرمایا۔'' (ارکان اربعہ)

وحدت حج پر اجمالی نظر:

حج ایسی عبادت ہے جس میں دنیا بھر سے آئے مختلف نسل وقوم کے لوگ ہوتے ہیں ایک کو دوسرے کا دکھ درد جاننے' احوال کو پہچاننے اور دینی احوال سے باخبر ہونے' نیز بڑے بڑے علمائے دین سے معلومات کا زریں موقع فراہم ہوتا ہے' کیونکہ وہاں مختلف زبانوں کے علماء جمع ہوجاتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ محض دین کی بنیاد پر الفت ومؤانست پیدا ہوتی ہے جس سے اتحاد وتوافق اور یکسانیت کا رنگ غالب ہوتا ہے۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ حج ایک ایسی ہمہ گیر عبادت ہے' جس کے امتیازات وخصوصیات' دروس وعبر' اور فوائد وثمرات کا احاطہ دشوار ہے' جو خود باری تعالیٰ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے:

''اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی تاکہ اپنے فوائد کے لئے آموجود ہوں۔'' (سورۂ حج)

اس موقع پر منافع کو مطلق بولا گیا ہے اور اس کے لئے نکرہ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے' اس بلیغ تعبیر سے منافع کی کثرت اور تنوع اور ہر دور میں اس کی بولتی ہوئی قسموں' راستوں' طریقوں اور پہلوؤں کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے' جس کا شمار ناممکن ہے' ان ہی منافع میں سے ایک وحدت ومساوات اور عشق خداوندی ہے' جس کی عجیب وغریب کرشمہ سازی حج کے تمام اعمال ومناسک میں ابتداء سے انتہا تک نمایاں نظر آتی ہے' کیونکہ باری تعالیٰ نے اس کو مثابت اور جائے امن بنایا ہے۔ ارشاد ہے:

''اور وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے ایک مقام رجوع اور مقام امن مقرر کیا۔''

(سورۂ بقرہ)

ان دوررس اثرات ونتائج کی روشنی میں یہ کہنا مبنی برحقیقت ہوگا کہ جب تک حج باقی ہے (اور وہ انشاء اللہ قیامت تک باقی رہے گا) اس وقت تک مسلمانوں کو یہ قومیتیں اور غیر اسلامی دعوتیں نگل لینے میں بھی کامیاب نہیں ہوسکتیں اور وہ ان کا لقمہ تر نہیں بن سکتے اور اپنے اپنے ملکوں میں جن سے ان کو اپنے فطری جذبات اور قومی عصبیت کے لحاظ سے فطری محبت ہوتی ہے کوئی ایسا نیا کعبہ بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکتے' جو حج کی جگہ لے لے' اس کی وحدت واجتماعیت اور جملہ حقائق کی جگہ دوسرے مخالف جذبات قائم کرسکے اور نہ ایسی جگہ جہاں سارے مسلمان اس کے گرد جمع ہوجائیں' یہ قبلہ ہمیشہ ایک ہی رہے گا' مکہ کی جانب مشرق ومغرب اور عرب وعجم کے تمام رہنے والے اپنا رخ کریں گے' یہ بیت اللہ بھی ہمیشہ ایک ہی رہے گا' جس کے حج کے لئے ہندی و افغانی' یورپی وامریکی مسلمان سب برابر جاتے رہیں گے' اور تقرب الٰہی' عشق حقیقی کی دولت کے ساتھ اخوت ومساوات کا درس لیتے رہیں گے۔

البتہ اس کے لئے توفیق خداوندی' طلب صادق' عزم جواں' جذبہ بیدار شرط ہے' کیونکہ ساقی بھی ظرف قدح خوار دیکھ کر ہی جرعہ نوشی کی اجازت دیتا ہے۔

تقدیر باندازۂ ہمت ہے ازل سے

لہٰذا ہر حاجی کو چاہئے کہ عبرت کی نگاہیں کھلی رکھے' جہاں گناہوں کی مغفرت' عشق حقیقی کی لذت' توحید باری کی حلاوت دلوں میں بسائے ہوئے لوٹا ہے' وہیں چاہئے کہ دل میں رحمت عالم' ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ محبت لے کر سنت کی پابندی کا عہد کرتے ہوئے لوٹے' اللہ کی وحدانیت کے ساتھ رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت زبان پر ہو' کیونکہ یہ سب کچھ ان ہی کی رحمت و رأفت کے صدقے امت کو ملا ہے اور تاقیامت ملتا رہے گا' اور روز حشر انشاء اللہ شفاعت کی صورت میں حاصل ہوگا۔

اور یہی نہیں بلکہ اسی کے ساتھ ہر ہر قدم پر غور کرے اور ساری سوغات اور پیغامات کے ساتھ اگر وحدت واجتماعیت' اخوت ومساوات اور ملی اتحاد کا درس حاصل ہو (اور وہ ضرور حاصل ہوگا انشاء اللہ) تو اس کو تا زندگی قائم رکھے اور اپنے خاندان' معاشرہ' سوسائٹی اور ملت وقوم تک منتقل کرنے کی کوشش کرے کیونکہ یہ مناسک حج سے حاصل ہونے والی ایسی متاع گرانمایہ اور انمول میراث ہے کہ دنیا والوں تک منتقل کرنا ہی اس کا حق ہے۔ واللہ والموفق والمعین۔

☆☆............☆☆

قربانی

جذبۂ اطاعت کا عملی پیکر

مولانا ندیم الواجدی مدظلہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو اجتماعی طور پر خوشی اور مسرت کے اظہار کے لئے دو دن عطا کئے ہیں۔ ان میں سے ایک عید الفطر ہے جو رمضان کے اختتام پر آتی ہے اور دنیا بھر کے مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس توفیق پر کہ اس نے رمضان المبارک میں اپنی عبادت کی سعادت عطا کی، بطور شکر خالق کائنات کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن ہے، یہ دن ایک عظیم واقعے کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے یہ ایک عظیم تاریخی دن ہے۔ آج ہی کے دن اللہ کے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں ذبح کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ رب العزت کو اپنے پیغمبر کی یہ قربانی اس قدر پسند آئی کہ ان کا جگر گوشہ بھی صحیح سلامت قربان گاہ سے واپس آیا اور اس دن کو ایک قومی یادگار بھی بنادیا گیا، قیامت تک مسلمان اس واقعے کی یادگار کے طور پر اپنے رب کی بارگاہ میں قربانی پیش کرتے رہیں گے۔

قربان عربی کا لفظ ہے یہی لفظ اردو میں قربانی بن کر استعمال ہوتا ہے، قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو قربِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہو۔ خواہ وہ چیز جان دار ہو یا بے جان، اسی لئے اس عمل صالح کو بھی قربان کہتے ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قریب ہونے کی نیت کی جائے۔ شریعت کی اصطلاح میں اس ذبیحے کو قربانی کہتے ہیں، جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ قربانی کا تصور نیا نہیں ہے بلکہ یہ تخلیق کائنات کی ابتدا سے چلا آرہا ہے، سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل نے قربانی پیش کی۔ ہابیل نے کچھ بھیڑیں اور قابیل نے کچھ غلہ قربان کیا، ان دونوں کی قربانیوں کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی رد کردی گئی۔ سابقہ مذاہب میں قربانی کی قبولیت کے لئے یہ علامت مقرر کردی گئی تھی کہ آسمان سے آگ کا شعلہ لپکتا اور قربانی کے لئے رکھی ہوئی چیز کو خاکستر کردیتا، اس سے سمجھ لیا جاتا تھا کہ فلاں شخص کی قربانی قبول کرلی گئی ہے اور جس شخص کی قربانی جوں کی توں باقی رہ جاتی، اس کے متعلق یہ یقین کرلیا جاتا کہ اس کی قربانی مسترد کردی گئی ہے۔ اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے ایک قربان گاہ بنائی، جس میں قربانی کے لئے جانور رکھے جاتے تھے، شریعت موسوی میں بھی قربانی کا رواج تھا، عیسائیوں میں قربانی کا دستور نہ تھا، البتہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی جان کی قربانی دے کر سارے عالم کے گناہوں کا کفارہ ادا کردیا ہے۔ سب سے بڑی قربانی جس کا ذکر قرآن کریم میں نہایت صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی تھی، جنہوں نے ایک خواب کی بنیاد پر اپنے عزیز بیٹے کو قربانی کے لئے پیش کردیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کا ذکر قرآن کریم کی سورۂ صافات میں اس طرح موجود ہے کہ: "جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ بڑے ہوگئے اور وہ اپنے والد کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کررہا ہوں، آپ نے اس خواب کو محض خواب سمجھ کر نظر انداز نہیں کیا بلکہ اسے حکم الٰہی سمجھا، کیونکہ انبیاء کے خواب بھی سچے ہوتے ہیں، اب ضروری تھا کہ باپ اپنے بیٹے سے خواب کا ذکر کریں، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بتلایا کہ انہوں نے خواب دیکھا ہے کہ جیسے میں تمہیں ذبح کررہا ہوں، اب تم بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے خواب سنتے ہی کسی توقف کئے بغیر کہا کہ ابا جان! آپ تعمیل حکم میں تاخیر نہ کریں، میں ذبح ہونے کے لئے تیار ہوں۔"

تصور کیجئے! اس وقت باپ بیٹے کے دلوں کی کیا کیفیت ہوگی؟ ایک طرف باپ کے دل میں بیٹے کی فطری محبت اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا یہ حکم کہ اس عزیز بیٹے کو ہماری خوشی کے لئے قربان کردو، بیٹا بھی کس قدر فرمانبردار اور اطاعت شعار کہ اس نے ذرا ملال نہیں کیا، نہ رویا پیٹا، نہ واویلا کیا بلکہ خوشی خوشی اپنے والد کے خواب کے تعبیر بننے کے لئے آمادہ ہوگیا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم فرشتوں کے ذریعے بھی دیا جاسکتا تھا جیسا کہ عموماً فرشتے ہی وحی الٰہی انبیا کرام علیہم السلام تک پہنچانے کا ذریعہ ہوتے ہیں، لیکن خواب میں ذبح کا منظر دکھلانے کے پیچھے بظاہر یہ حکمت تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت شعاری اپنے کمال کے ساتھ ظاہر ہو، خواب میں جو حکم دیا جاتا ہے، اس میں نفس انسانی کے لئے تاویلات کی بڑی گنجائش ہوتی ہے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کسی طرح کی کوئی تاویل نہیں کی بلکہ حکم الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کردیا، پھر

باپ نے بیٹے سے اس کی رائے معلوم کی، یہ استفسار کسی تردد کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اپنے بیٹے کو آزمانا تھا کہ اس کی تربیت پیغمبرانہ اصولوں کے مطابق ہوئی ہے یا نہیں؟ نیز اس کے دل میں حکم الٰہی کے آگے سرنگوں ہونے کا جذبہ پوری طرح موجود ہے یا نہیں؟ یوں بھی انبیاء علیہم السلام اگرچہ اطاعت حکم کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں، لیکن ان کا طرز عمل سہولت اور حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو کچھ کہے بغیر ذبح کرنے لگتے تو یہ دونوں کے لئے مشکل کا سبب ہوتا۔ یوں بھی کسی کو غفلت میں مار دینے اور کسی کا برضا و رغبت جان کا نذرانہ پیش کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کامل اطاعت اور مکمل جذبہ انقیاد کی صرف یہی ایک صورت تھی کہ باپ بیٹے دونوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو کہ ان کا عمل اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہے۔ اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو سب کچھ صاف صاف بتلا دیا اور بیٹے نے بھی پیغمبرانہ اولوالعزمی کا ثبوت دیا اور بلاتوقف عرض کیا: ابا جان! آپ کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے، اس کی تعمیل کریں۔ یہ الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ بیٹے نے اپنے والد بزرگوار کے خواب کو محض خواب نہیں سمجھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھا اور اسی لئے انہوں نے اپنے والد سے درخواست کی کہ وہ اس حکم پر بلاچوں وچرا عمل کریں۔

اس جملے سے جہاں یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دل میں جاں سپاری کا بے پناہ جذبہ موجود تھا اور وہ کم سنی کے باوجود اپنی جان قربان کرنے کے لئے بخوشی راضی ہوگئے، وہیں یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس نوعمری کے باوجود کہ ابھی صرف تیرہ برس کے تھے، نہایت ذہین بھی تھے اور یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ میرے والد اللہ کے پیغمبر ہیں اور پیغمبروں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی گفتگو میں کسی حکم الٰہی کا حوالہ نہیں دیا تھا بلکہ محض اپنا خواب بیان کیا تھا، بیٹا جان بچانے کو یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ ابا جان! یہ محض خواب ہے، آپ اسے خواب سمجھ کر نظر انداز کردیں۔ مگر انہوں نے نہ کوئی تردد کیا، نہ کسی تاویل کا سہارا لیا، نہ باپ کو غمزدہ کرنے کی کوشش کی بلکہ خوشی خوشی قربان گاہ کی طرف یہ کہتے ہوئے چل دیئے: ”آپ مجھے ان شاء اللہ! صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔“ اس جملے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے انتہائی ادب اور کمال تواضع کی جھلک ملتی ہے۔ ایک طرف تو انہوں نے ان شاء اللہ کہہ کر معاملے کو اللہ کے حوالے کردیا اور دعویٰ صبر میں عُجب و پندار کی متوقع آمیزش کا خاتمہ کر ڈالا، دوسرے یہ نہیں کہا کہ مجھے آپ صبر کرنے والا پائیں گے، بلکہ یہ کہا کہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، گویا صبر و ضبط میرے ہی ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اللہ کے اور بھی بندے ہیں جو ایسے سخت حالات میں صبر و ضبط کا دامن تھامے رہتے ہیں۔

اس کے بعد قرآن کریم نے اس واقعے کی منظر کشی نہیں کی جس کا ذکر کیا جارہا ہے، یہ تو بتلایا کہ دونوں باپ بیٹے اللہ کے حکم کی تعمیل میں سرنگوں ہوگئے اور انہوں نے یہ پختہ ارادہ کرلیا کہ وہ اس خواب کو حقیقت کا پیرہن بنا کر رہیں گے۔ ”ان دونوں نے سر تسلیم خم کردیا“ یہاں لفظ لمّا مذکور ہے قاعدے میں اس کا جواب آنا چاہئے کہ آخر سر تسلیم خم کرنے کے بعد کیا واقعہ پیش آیا، کس طرح باپ نے اپنے نور نظر کی گردن پر چھری چلائی اور کس طرح بیٹے نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی، مفسرین نے لکھا ہے کہ جواب لمّا اس لئے مذکور نہیں کہ باپ بیٹے کی فدائیت کا منظر اتنا عظیم اور اتنا عجیب و غریب تھا کہ الفاظ میں اس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی، بعض مجرد حقیقتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، محض محسوس کیا جاسکتا ہے، یہ بے نظیر واقعہ بھی کچھ اسی نوعیت کا تھا۔

تفسیری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لخت جگر کو لے کر چلے تو راستے میں تین جگہ شیطان نے انہیں بہکانے اور ورغلانے کی کوشش کی۔ تینوں مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات سات کنکریاں مار کر اسے بھگا دیا۔ عرفات سے واپسی کے بعد منیٰ میں آج تک تینوں جمرات پر اسی ادائے ابراہیمی کی یاد کے طور پر شیطان کو کنکریں ماری جاتی ہیں۔ شیطان کو دھتکارتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کے ساتھ قربان گاہ پہنچے اور حکم پر عمل کی تیاری شروع کی۔ فرمانبردار بیٹے نے عرض کیا کہ ابا جان! آپ مجھے اچھے طرح باندھ دیجئے تاکہ میں زیادہ نہ تڑپوں، کہیں میرا اضطراب اور تڑپ دیکھ کر آپ بے چین نہ ہوجائیں، آپ دامن کو بھی سنبھال کر رکھئے کہیں وہ میرے خون سے تر نہ ہوجائے اور آپ کے خون آلود کپڑے دیکھ کر میری امی کو غم نہ ہو، اپنی چھری کی دھار بھی تیز کرلیجئے تاکہ وہ جلد سے جلد میرا گلا کاٹ ڈالے اور میرا دم آسانی کے ساتھ نکل جائے۔ میری امی کو میرا سلام کہئے اور میرا یہ کرتا انہیں دے دیجئے تاکہ ان کے بے چین اور مضطرب دل کے لئے وجہ سکون بن سکے۔ بیٹے کی یہ گفتگو باپ نے سنی، ان کے دل کی کیفیت کیا رہی ہوگی؟ ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے، شاید ہی کوئی شقی القلب انسان ایسا ہوگا جس کا کلیجہ یہ الفاظ سن کر شق نہ ہو، یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل پر بھی غم کا پہاڑ ٹوٹ رہا ہوگا، مگر وہ کوہ استقامت بن کر کھڑے رہے اور بیٹے سے فرمایا کہ تم کتنے اچھے ہو کہ خدا کے حکم کی تعمیل میں میری مدد کر رہے ہو، یہ کہہ کر انہوں نے بیٹے کی پیشانی چومی اور اس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے اور اوندھے منہ لٹا دیا، اسی کو قرآن کریم نے ان دو لفظوں میں اس طرح بیان کیا ہے: ”اور بیٹے کو کروٹ کے بل

لٹادیا۔‘‘بعض روایات میں ہے کہ پہلے انہیں سیدھا لٹایا تھا، لیکن جب چھری گردن پر پھیری اور اس نے اپنا کام نہیں کیا تو بیٹے نے کہا: ابا جان! آپ منہ کے بل لٹا دیجئے، ایسا لگتا ہے کہ میرا چہرہ آپ کی نظروں کے سامنے ہونے کی وجہ سے ہاتھ پوری قوت سے کام نہیں کررہے ہیں، اس کے بعد انہیں اوندھے منہ لٹایا اور گردن پر چھری چلادی، لیکن چھری نے اپنا عمل نہیں کیا، حکم الٰہی کے بغیر چھری کی کیا مجال تھی کہ وہ گردن کاٹ دیتی، آسمان سے آواز آئی: ’’بس بہت ہوا تم نے اپنا خواب سچ کردکھایا، تم دونوں اس آزمائش میں پورے اترے۔‘‘اصل مقصود محبت ووفاداری کا امتحان لینا تھا کہ تم ہمارے مقابلے میں دنیا کی کسی چیز کو عزیز تو نہیں رکھتے، آج کے عمل سے ثابت ہوگیا، واقعی تمہارے دل میں صرف ہماری محبت ہے، بیٹے کے بجائے اس مینڈھے کی قربانی کرو، یہ واقعہ قرآن کریم کی ان آیات میں مذکور ہے:

’’ہم نے ان کو پکار کر کہا: اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ ثابت کردکھایا، ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں، یقیناً یہ کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی فدیے میں دے کر اس بچے کو چھڑالیا تھا۔‘‘

(الصافات:۱۰۴)

تاریخ میں یہ واقعہ ایک نادر واقعے کے طور پر یادرکھا گیا، تمام آسمانی کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ قرآن کریم نے بھی اس کو اپنے خاص دعوتی اور اصلاحی اسلوب میں بیان کیا ہے۔ مختلف مذاہب میں قربانی کا جو تصور ملتا ہے، انہوں نے اس عظیم الشان واقعے سے روشنی اور راہنمائی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے باقاعدہ ایک سنت پیغمبری کے طور پر زندہ رکھا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ ہر سال مخصوص ایام میں قربانی کریں اور وفاداری اور جاں نثاری کے اس عظیم الشان واقعے کی یاد تازہ کرتے رہیں، فرمایا: ’’اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔‘‘(الکوثر:۲)

قربانی کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسے شعائر اسلام میں سے قرار دیا گیا ہے، قرآن کریم میں ہے:

’’قربانی کے اونٹ اور گائے اور اسی طرح بھیڑ بکری کو بھی ہم نے اللہ تعالیٰ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے ان (جانوروں) میں تمہارے فائدے ہیں، سو تم ان پر کھڑے کرکے (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا کرو، پھر جب وہ کروٹ کے بل گر پڑیں (اور ٹھنڈے ہوجائیں) تو تم خود بھی کھاؤ اور سوال کرنے اور نہ کرنے والوں کو بھی کھانے کو دو اور ان (جانوروں) کو اس طرح تمہارے زیر حکم کردیا تاکہ تم اللہ کا شکر ادا کرو۔ اللہ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ تم (اللہ کی راہ میں ان کو قربان کرکے) اللہ کی بڑائی بیان کرو، اس بات پر کہ اس نے تم کو توفیق دی اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اخلاص والوں کو خوشخبری سنادیجئے۔‘‘ (الحج:۳۶،۳۷)

شعائر اُن امور کو کہتے ہیں جن سے اسلام کی عظمت اور شوکت ظاہر ہوتی ہے اور جن کی حفاظت ضروری ہے، ان آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کی روح تقویٰ ہے، نہ خون بہانا اہم ہے اور نہ گوشت کھانا جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں نہ ان جانوروں کا گوشت پہنچے گا اور نہ ان کا خون، صرف تقویٰ پہنچے گا۔ تقویٰ کیا ہے؟

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ نے ایک وعظ کے دوران ارشاد فرمایا: قربانی کی ایک صورت ہے اور ایک روح ہے۔ صورت تو جانور کا ذبح کرنا ہے اور اس کی حقیقت ایثار نفس کا جذبہ پیدا کرنا ہے اور تقرب الی اللہ ہے تو ظاہر ہے یہ روح بغیر جانور ذبح کئے کیسے حاصل ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے جو صورت مقرر کردی ہے وہی اختیار کرنی پڑے گی، تب وہ روح اس میں ڈالی جائے گی، اگر وہ کسی چیز کی قربانی طلب کریں تو قربانی دینی ہوگی، یہی تقویٰ ہے۔ یہ ہے قربانی کی وہ صورت واقعہ جس سے ذبیح اسماعیل علیہ السلام کا اقدام جذبہ اطاعت کا عملی پیکر بن گیا اور اس شان سے بنا کہ جب تک دنیا میں اللہ کا نام لیا جاتا رہے گا، صبر واستقامت اور ایثار وقربانی کا یہ عملی پیکر بھی روشن اور تابندہ رہے گا۔ ☆☆

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ایک روزہ دورۂ گوجرانوالہ

گوجرانوالہ..... (محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا ۱۱/اگست بروز جمعرات بعد نماز مغرب مرکزی مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن میں درس قرآن ہوا۔ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضلیت اور قادیانی سازشوں سے عوام الناس کو آگاہ کیا۔ بعدازاں مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب تشریف لائے تو حضرت نے بیعت اور دعا کرائی۔ میزبان مولانا داؤد احمد صاحب، قاری محمود الرشید صاحب تھے۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد ابوایوب انصاری گگنی والہ میں ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اور تاریخی خطاب ختم نبوت کے حوالے سے فرمایا۔ ختم نبوت کانفرنس کی بھرپور تیاری کی گئی۔ شہر بھر میں اشتہارات، پینافلکس اور بینرز وغیرہ بھرپور لگوائے گئے جس کا فائدہ یہ ہوا کہ شہر بھر سے لوگ قافلوں کی صورت کانفرنس میں پہنچ گئے۔ مولانا فقیر اللہ اختر صاحب، مولانا مفتی غلام نبی صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب، مولانا فرقان صاحب، مولانا قاسم اور راقم کے بیانات ہوئے۔

اصلاحِ نفس ومعاشرہ

خالد محمود سابق یوئیل کندن

"عصر حاضر احادیث نبوی کے آئینے میں" کے عنوان سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا ایک رسالہ ہے، جس میں حضرت شہیدؒ نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی احادیث مبارکہ کو جمع کیا ہے، جو عصر حاضر کے فتنوں سے متعلق ہیں، اس رسالہ کی جس جس حدیث مبارکہ کو پڑھتے جایئے، آپ اپنی زبان اور دل میں اقرار کئے بغیر نہیں رہیں گے کہ یہ فتنہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں یا دیکھ رہا ہوں۔ اس رسالہ کے صفحہ نمبر ۴۵ پر حضرت شہیدؒ نے ایک حدیث مبارکہ "اور زمانہ بوڑھا ہوجائے گا" کے زیر عنوان کنز العمال، ص:۲۲۵، ج:۱۴، حدیث نمبر ۳۸۵۷۷ کو لکھا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فضائل ومراتب عطا فرمائے ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شان یہ بھی عطا فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختصر کلام میں جامع بات ارشاد فرماتے، جو انسانی زندگی کے ظاہر وباطن پر اثر کرتی ہے، آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ میں فی زمانہ ہر اس بُرائی اور فتنہ کا ذکر اور نشاندہی ہے، جسے میں اور آپ اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، اس حدیث کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ اللہ کی کتاب (پر عمل کرنے) کو عار ٹھہرایا جائے گا اور اسلام اجنبی ہوجائے گا، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان کینہ پروری عام ہوجائے گی اور یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے گا اور زمانہ بوڑھا ہوجائے گا، انسان کی عمر کم ہوجائے گی، ماہ و سال اور غلہ ثمرات میں (بے برکتی اور) کمی رونما ہوگی، ناقابل اعتماد لوگوں کو امین اور امانت دار لوگوں کو ناقابل اعتماد سمجھا جائے گا، فساد اور قتل عام ہوگا اور یہاں تک کہ اونچی اونچی عمارتوں پر فخر کیا جائے گا اور یہاں تک کہ صاحب اولاد عورتیں غمزدہ ہوں گی اور بے اولاد خوش ہوں گی اور ظلم، حسد اور لالچ کا دور دورہ ہوگا، لوگ ہلاک ہوں گے، جھوٹ کی بہتات ہوگی اور سچائی کم، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان بات بات میں نزاع اور اختلاف ہوگا، خواہشات کی پیروی کی جائے گی، اٹکل پچو فیصلے دیئے جائیں گے، بارش کی کثرت کے باوجود غلے اور پھل کم ہوں گے، علم کے سوتے خشک ہوتے جائیں گے اور جہالت کا سیلاب اُمڈ آئے گا، اولاد غم وغصہ کا موجب ہوگی اور موسم سرما میں گرمی ہوگی اور یہاں تک کہ بدکاری علانیہ ہونے لگے گی، زمین کی طنابیں کھینچ دی جائیں گی، خطیب اور مقرر جھوٹ بکیں گے، حتیٰ کہ میرا حق (منصب تشریع) میری امت کے بدترین لوگوں کے لئے تجویز کریں گے پس جس نے ان کی تصدیق کی اور ان کی تحقیقات پر راضی ہوا، اسے جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی۔"

اس میں کچھ شک نہیں کہ ہمارے شب وروز تیز رفتار ہوچکے ہیں اور زندگی عیال داری اور پُرشکوہ مستقبل یعنی دنیا کمانے تک محدود ہوکر رہ گئی ہے، زندگی کے دن رات گزر رہے ہیں، اور ہم ابھی تک خواب غفلت کے مزے لے رہے ہیں، ایسی صورت میں بھلا اپنے محاسبہ کی فکر کیونکر ہوسکتی ہے، جبکہ زندگی کا مقصد صرف پیسہ کمانا اور اس دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا رہ گیا ہو۔

دین اسلام نے جائز طریقے پر پیسہ کمانے کو منع نہیں کیا، بلکہ جب ہماری ملازمت اور تجارت دین اسلام کے مطابق ہوگی، تو یہ بھی نیک اعمال کے درجہ میں شمار ہوگی، مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں ذکر کردہ فتنوں سے خود کو بچاتے ہوئے اور اپنی زندگی کا محاسبہ کرتے ہوئے جب نیک اعمال کی طرف آئیں گے، تو نہ صرف ایک اچھا معاشرہ تشکیل پائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور فکر آخرت بھی پیدا ہوگی، لیکن سوال یہ ہے کہ اپنے آپ کو محاسبہ کے لئے کہاں پیش کیا جائے اور اس کی کیا صورت ہوسکتی ہے، اس بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ایک ارشاد عالی تو یہ ہے کہ:

"اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔"

(سورۃ حم السجدہ:۳۳)

اور سورۃ آل عمران:۱۰۴، میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ جو خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کے کرنے کا کہا کرے اور بُرے کاموں سے روکا کرے اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔"

۱:... دین اسلام میں اصلاح معاشرہ کے مختلف شعبے ہیں اور اس کی پہلی بنیاد مساجد و مدارس ہیں، جہاں سے قال اللہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، اصلاح نفس اور اصلاح معاشرہ کے لئے مسجد و مدرسہ کا ماحول ہمیشہ سے خیر و بھلائی پھیلانے کا سبب اور ذریعہ رہا ہے، جس سے دنیا قیامت کے دن تک ان شاء اللہ تعالیٰ فیض یاب ہوتی رہے گی، ہاں یہ اور بات ہے کہ مغرب زدہ میڈیا اور بعض ناسمجھ افراد نے مسجد و مدرسہ کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کی ہے، مگر اہل علم جانتے ہیں کہ الحمدللہ دین اسلام آج بھی اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پھیل رہا ہے۔

۲:... دین اسلام کی نشر و اشاعت اور اصلاح معاشرہ کا دوسرا شعبہ دینی کتب ہیں، جس میں اول: قرآن کریم، دوم: آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ، سوم: قرآنی تفاسیر اور بزرگان دین کی وہ کتب ہیں، جن سے انفرادی اور اجتماعی طور پر اہل اللہ نے فائدہ اٹھایا اور پھر حق کو حق کے ساتھ آگے لوگوں میں پھیلایا اور منتقل کیا ہے۔

۳:... دین اسلام کی نشر و اشاعت اور اصلاح معاشرہ میں ان بزرگان دین اور صوفیا کرام کا بھی حصہ ہے، جنہوں نے تحریر و تقریر کے ساتھ ساتھ روحانی ریاضت بھی کی، مسجد و مدارس سے جڑے ان بزرگان دین نے اپنی خانقاہوں سے معاشرہ کو علم نبوت کے ساتھ ساتھ نور نبوت سے بھی فیض دیا اور یہی وہ بزرگان دین اور صوفیا کرام تھے کہ جن سے نا صرف مسلم ماحول و معاشرہ فیض یاب ہوا، بلکہ ہزاروں، لاکھوں غیر مسلم ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

تاریخ اسلامی ان بزرگان دین کی ریاضت اور صداقت پر گواہ ہے کہ جنہوں نے تصوف کے ساتھ دین کے ہر میدان میں خود کو جان و مال اور وقت کے ساتھ پیش کیا، الحمدللہ! آج کے اس پُرفتن دور میں بھی ایسے اللہ والوں کی کمی نہیں کہ جن سے عوام الناس خیر و بھلائی کی تعلیم پاتے اور تزکیہ نفس کرتے ہیں، عوام الناس میں موجود ایسے لوگ اپنے محاسبہ اور فکر آخرت کے لئے مسجد و مدرسہ، علما کرام اور صوفیا عظام سے جڑے رہتے ہیں اور دین پر چلنے کے لئے ان کے بتائے ہوئے طریقوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ اپنی اصلاح کی جب ایسی مبارک فکر کسی دل میں آجائے تو ایسے لوگوں کے لئے حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ بڑی قیمتی بات تجویز فرماتے ہیں، آپ لکھتے ہیں کہ:

"اللہ کے جن بندوں کے دل میں دین کے اس تکمیلی شعبہ کی طلب اور اس کی تحصیل کا داعیہ پیدا ہو، ان کو چاہئے کہ سب سے پہلے تو اپنی نیت صحیح کریں۔ یعنی اپنے نفس کی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی عبدیت کے تعلق کی درستی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو مقصود بنائیں۔ پھر نیت اور ارادہ کی اس تصحیح کے بعد اس راستہ کی راہنمائی اور رہبری کے لئے اللہ کے کسی ایسے صالح اور صاحب ارشاد بندے کی طرف رجوع کریں، جو اس کے اہل ہوں اور طبیعت کو بھی جن کے ساتھ مناسبت ہو اور جن کی خدمت میں پہنچنا اور صحبت سے فیضیاب ہونا زیادہ مشکل نہ ہو۔

اگر ایسے حضرات سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے خود فیصلہ اور انتخاب مشکل ہو تو بہتر یہ ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ اور دین میں بصیرت رکھنے والے نیک صالح لوگوں سے مشورہ لیں اور اپنے زمانہ کے جن جن بزرگوں کے متعلق وہ رائے دیں، ان کی خدمت میں جائیں اور چند دنوں ٹھہر کر خود دیکھیں اور جہاں طبیعت کی مناسبت محسوس ہو اور دل میں جن کی عظمت اور محبت زیادہ پیدا ہو اور جن سے اپنے کو نفع کی زیادہ امید ہو، ان ہی کو اپنے لئے انتخاب کرلیں اور اگر مخلص اور اہل مشیروں کے مشورے ہی سے کسی بزرگ کی طرف رجوع کرنے کے لئے اپنی رائے قائم ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ان ہی کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ کرلیا جائے۔" (تصوف کیا ہے؟، ص:۸۹،۹۰)

پھر مزید فرماتے ہیں کہ:

"پھر وہ بزرگ جو کچھ ہدایت اور تعلیم فرمائیں اور جو مشورے دیں، ان کی اس سے زیادہ اہتمام سے تعمیل اور پابندی کریں جتنے اہتمام سے جسمانی مریض اپنے معالج، حکیم یا ڈاکٹر کے طبی مشوروں کی پابندی کرتے ہیں۔ اسی لئے یہ ضروری ہے کہ اس راہ کی راہنمائی کے لئے جن کو انتخاب کیا جائے، ان میں پہلے ہی یہ چند چیزیں ضرور دیکھ لی جائیں تاکہ تعلق کی بنیاد پورے اطمینان اور اعتماد پر ہو۔"

(تصوف کیا ہے؟، ص:۹۰،۹۱)

ان حالات میں کن صفات کے حامل صوفیا کرام اور بزرگان دین سے اصلاحی تعلق قائم کیا جائے، اس حوالے سے راہنمائی کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

"الف:... وہ دین اور شریعت سے واقف ہوں اور ان کے یہاں شریعت و سنت کے اتباع کا پورا اہتمام ہو۔

ب:... ان کے احوال سے یہ اندازہ ہوتا ہو کہ وہ اللہ کے مخلص بندے ہیں اور ان کی طلب اور رغبت کا رخ دنیا اور اس کے جاہ و مال کی طرف نہیں، بلکہ اللہ اور آخرت کی طرف ہے۔

ج:... سلوک میں اتنی بصیرت رکھتے ہوں کہ طالب کے حالات کی رعایت رکھتے ہوئے اس کی راہنمائی اور رہبری کر سکیں۔

د:... ان کے طرز عمل سے اس کا اندازہ ہو کہ طالبوں اور تعلق رکھنے والوں سے وہ شفقت رکھتے ہیں اور خیر خواہی اور نفع رسانی کی فکر اور کوشش کرتے ہیں۔

ہ:... دین کے اس شعبہ (سلوک) کی تحصیل انہوں نے کسی شیخ کامل کی راہنمائی اور نگرانی میں کی ہو اور ان کی صحبت اٹھائی ہو اور انہوں نے ان کو ارشاد و تربیت کا اہل قرار دیا ہو۔

و:... جو لوگ ان سے تعلق رکھتے ہوں اور دین کے سلسلے میں ان کے پاس آتے جاتے ہوں، ان کو دینی نفع ہوتا ہو اور آخرت کی فکر ان میں بڑھتی ہو۔

اگر ان چیزوں کو دیکھ بھال کر اور اپنے دل کا اطمینان کر کے اللہ کے کسی بندہ کے ساتھ راہ سلوک میں استفادہ کا تعلق قائم کیا جائے گا اور اپنے کو ان کی راہنمائی میں دے دیا جائے گا، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہرگز محرومی نہ رہے گی۔"

(تصوف کیا ہے؟ ص:۹۲)

اس سے قبل کہ "زمانے کے بڑھاپے" کے فتنے ہم پر غالب آ جائیں، ان سے اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتے ہوئے، ہمیں جلد اپنا ہاتھ ایسے ولی کامل کے ہاتھ میں دے دینا چاہئے، جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق اور دین کا داعی ہو، لہٰذا ایسے اللہ والوں کی خانقاہوں کو تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں، جب بھی تڑپ اپنی اصلاح کی فکر ہو، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

☆☆..........☆☆

مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کا دوروزہ دورۂ گوجرانوالہ

گوجرانوالہ.... ولی کامل حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف مولانا قاری سمیع الحق کی دعوت پر گوجرانوالہ تشریف لائے۔ ۹/اگست بروز منگل رات گئے الحاج حافظ نذیر احمد کی رہائش گاہ پر تشریف لائے قیام کیا۔ ۱۰/اگست صبح ناشتہ حافظ نذیر احمد صاحب کے ہاں فرمایا، ناشتہ کے بعد کافی لوگ جمع ہوگئے، زیارت ملاقات و بیعت کے لئے تو مختصر وقت میں یہاں سے فراغت کے بعد بھائی غلام نبی کے بیٹے کی دعوت پر ان کی دوکان نزد ایمن آبادی دروازہ پر دعا کرائی۔ یہاں سے قافلہ کی صورت میں پیر امتیاز صاحب کے مدرسہ میں حاضری ہوئی۔ اکرام و تواضع کے بعد دعا کرائی پھر قافلہ کی صورت میں الحاج محمد نعیم بٹ کی رہائش گاہ باگڑیاں میں حاضری ہوئی، قیام و طعام کے بعد محترم نعیم بٹ نے نیک تمناؤں سے حضرت کو رخصت کیا۔ وہاں سے حضرت مولانا شیخ سرفراز صفدرؒ کی رہائش گاہ گکھڑ حضرت مولانا منہاج الحق کی دعوت پر حاضری ہوئی، کافی دیر حضرت کی یاد میں باتیں ہوتی رہیں۔ بعد ازاں خطیب گوجرانوالہ حضرت مولانا عبدالواحد رسولنگری کی دعوت پر ان کی رہائش گاہ و مدرسہ للبنات میں حاضری ہوئی، جہاں پر حضرت مولانا نواز بلوچ، مولانا فداالرحمٰن، مولانا عبدالواحد رسولنگری و دیگر علماء کرام سے ملاقات ہوئی، بعد نماز مغرب حضرت مولانا عبیداللہ عامر کے مدرسہ انوریہ اجمل ٹاؤن میں واعظ و نصیحت کے بعد بیعت و دعا کرائی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد صفدریہ نزد عوان چوک میں قاری محمد ارشد صفدر کی دعوت پر حاضری ہوئی مولانا عبدالواحد رسولنگری کے بیان اور طاہر بلال چشتی کی نعت کے بعد حضرت نے واعظ و نصیحت اور بیعت فرمائی بعد ازاں رات گئے حافظ نذیر صاحب کی رہائش گاہ پر قیام کے لئے تشریف لائے۔

۱۱/اگست صبح حاجی عبدالواحد کی فیکٹری پر دعا خیر کے لئے تشریف آوری ہوئی۔ ناشتہ راؤ کامران علی خاں کی دعوت پر ان کے ہاں ہوا، ملاقاتوں کے بعد حافظ ظفر اللہ کی دعوت پر ڈی سی کالونی حاضری ہوئی، دعا کرائی اور پھر رانا نوید اسلام کے ہاں ان کی دعوت پر حاضری ہوئی، حضرت نے کچھ آرام کرنے کے بعد مدرسہ صداقت اسلام میں مولانا احسان شاکر کی دعوت پر کھانا ہوا۔ پھر گوجرانوالہ کی دینی درسگاہ نصرت العلوم کے مہتمم مولانا فیاض خاں سواتی کی دعوت پر نصرت العلوم حاضری ہوئی۔ بعد ازاں حافظ محمد اسحاق ماموں جان قاری سمیع الحق کے ہاں چائے کا انتظام تھا وہاں سے فراغت کے بعد حافظ محمد اکرام کے ہاں مغرب کی نماز کے بعد حضرت نے جامع مانع مختصر گفتگو فرمائی وہاں سے مرکزی مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن میں مولانا اللہ وسایا صاحب کے بیان کے بعد حضرت نے بیعت اور دعا کرائی۔ شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی کی دعوت پر ان کے ادارے الشریعہ اکادمی میں حاضری ہوئی اور کھانا مولانا کے ہاں ہوا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد ابوایوب انصاری کنگنی والہ میں ختم نبوت کانفرنس میں مولانا محمد عارف شامی مبلغ ختم نبوت کی دعوت پر تشریف لائے۔ مفتی غلام نبی، مولانا محمد یوسف صاحب نے بھرپور استقبال کیا وہاں سے فراغت کے بعد حضرت رات گئے سیالکوٹ تشریف لے گئے یہ تمام تر پروگرام قاری سمیع الحق کی خصوصی کاوش پر طے پائے گئے۔ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

وہ احادیث جو محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیں اور ان پر سکوت فرمایا

(یعنی ان کے ''صحیح'' یا ''حسن'' وغیرہ ہونے کی صراحت نہیں کی)

چھٹی قسط

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

۴۱:... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ (امام) جن کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نماز پڑھیں گے (یعنی امام مہدی) ہمارے ہی (خاندان) سے ہوں گے۔ (کنزالعمال بحوالہ ابونعیم)

۴۲:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (حضرت) عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: ''اے میرے چچا! اللہ تعالیٰ نے اسلام کا آغاز مجھ سے کیا اور اختتام (پر دین کی خدمت) ایسے شخص سے کرائے گا جو آپ کی اولاد میں سے ہوگا، یہ وہی ہوگا جو عیسیٰ ابن مریم کے آگے بڑھے گا (یعنی نماز میں ان کی امامت کرے گا)۔'' (کنزالعمال بحوالہ ابونعیم)

۴۳:... حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے چچا سے) فرمایا: اے عباس! اللہ تعالیٰ نے اس چیز (یعنی اسلام) کا آغاز مجھ سے کیا اور اختتام (پر دین کی خدمت) ایسے شخص سے کرائے گا جو تمہاری اولاد میں ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی اور نماز میں عیسیٰ علیہ السلام کی امامت وہی کرے گا۔ (کنزالعمال بحوالہ دارقطنی وخطیب وابن عساکر)

۴۴:... حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! دجال پہلے ہے یا عیسیٰ ابن مریم؟ آپ نے فرمایا: دجال، پھر عیسیٰ ابن مریم اور ان کے بعد اگر کسی کی گھوڑی بچہ دے گی تو قیامت آنے تک بچہ پر سواری کی نوبت نہ آئے گی۔ (کنزالعمال بحوالہ ابونعیم بن حماد)

۴۵:... حضرت کیسان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے۔ (کنزالعمال بحوالہ تاریخ البخاری وتاریخ ابن عساکر)

۴۶:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: تمہارا (یعنی مسلمانوں) کا ایک لشکر ہندوستان سے جہاد کرے گا، جس کو اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا، حتیٰ کہ یہ لشکر اہل ہند کے بادشاہوں کو طوق وسلاسل میں جکڑ لے گا، اللہ اس لشکر کے گناہوں کو معاف فرمادے گا، پھر جب یہ لوگ واپس لوٹیں گے تو شام میں ابن مریم کو پائیں گے۔ (کنزالعمال بحوالہ نعیم بن حماد)

۴۷:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''عیسیٰ ابن مریم کے نازل ہونے تک میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔ لوگوں (دشمنانِ اسلام) کے مقابلہ میں ڈٹی رہے گی اور اپنے مخالفین کی پروا نہ کرے گی۔''

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ: ''میں نے یہ حدیث حضرت قتادہ کو سنائی تو انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ جماعت اہل شام کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ (کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر)

۴۸:... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کی پیروی سب سے پہلے ستر ہزار یہودی کریں گے، جن کے اوپر سبز اون کے موٹے موٹے کپڑے ہوں گے اور اس کے ساتھ جادوگر یہودی ہوں گے جو عجیب وغریب کام کریں گے اور لوگوں کو دکھا کر گمراہ کریں گے (ابن عباس فرماتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس اس وقت میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے، ان کے سر پر ایک لمبی ٹوپی ہوگی، میانہ قد، کشادہ پیشانی اور سیدھے بال والے ہوں گے، ان کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا، دجال کو قتل کریں گے، قتل دجال کے بعد جنگ ختم ہوجائے گی اور امن (کا دور دورہ) ہوجائے گا۔ حتیٰ کہ آدمی شیر سے ملے گا تو شیر کو جوش نہ آئے گا (یعنی وہ حملہ نہ کرے گا) اور سانپ کو پکڑے گا تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا اور زمین اپنی نباتات ایسی (کثرت سے) اُگانے لگے گی جس طرح آدم (علیہ السلام) کے زمانہ میں اُگاتی تھی، اہل زمین ان کی تصدیق کریں گے اور سب لوگ ایک ہی دین (اسلام) کے پیرو ہوجائیں گے۔ (کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر واسحاق ابن بشر)

۴۹:... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تیری اولاد عراق میں رہائش پذیر ہوجائے گی اور سیاہ (کپڑے) پہننے لگے گی اور اہل خراسان ان کے پیرو اور مددگار ہوں گے تو ان سے یہ چیز (یعنی حکومت) زائل نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ اسے عیسیٰ ابن مریم کے سپرد کردیں۔ (دارقطنی وکنزالعمال)

۵۰:... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ مجھے خیال ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی، تو کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے برابر دفن کی جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا: وہ جگہ تمہیں کیسے مل سکتی ہے؟ وہاں میری ابوبکرؓ کی، عمرؓ کی اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر کے علاوہ کسی کی جگہ نہیں ہے۔
(کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر و فصل الخطاب)

۵۱:... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مسیح ابن مریم یوم قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے اور لوگ ان کی بدولت دوسروں سے مستغنی ہوجائیں گے۔ (کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر)

۵۲:... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے نزدیک غرباء سب سے زیادہ محبوب ہیں، ان سے پوچھا گیا کہ: غرباء کون ہیں؟ فرمایا: غرباء وہ لوگ ہیں جو اپنا دین بچانے کے لئے فرار ہوکر عیسیٰ ابن مریم سے جاملیں گے۔
(کنزالعمال بحوالہ نعیم بن حماد)

۵۳:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد لوگوں میں چالیس سال رہیں گے۔ (مرقاۃ الصعود، ص:۱۸۹)

۵۴:... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول اور دجال کے بعد قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ عرب ایک سو بیس سال تک ان چیزوں کی عبادت نہ کرلیں جن کی عبادت ان کے لئے آباؤاجداد کیا کرتے ہیں۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ)

۵۵:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال (دنیا میں) رہیں گے، لوگوں میں کتاب اللہ اور میری سنت کے مطابق عمل کریں گے اور ان کی موت کے بعد لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق (قبیلہ) بنی تمیم کے ایک شخص کو آپ کا خلیفہ مقرر کریں گے، جس کا نام مقعد ہوگا مقعد کی موت کے بعد لوگوں پر تین سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں اور ان کے مصاحف سے اٹھالیا جائے گا۔ (الاشاعۃ، ص:۲۲۹ بحوالہ کتاب الفتن لابی شیخ ابن حیان)

۵۶:... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح (علیہ السلام کے نزول) کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہوگی، بادلوں کو بارش برسانے اور زمین کو نباتات اُگانے کی اجازت مل جائے گی حتیٰ کہ اگر تم اپنا بیج ٹھوس اور چکنے پتھر میں بھی بوؤ گے تو اُگ آئے گا اور (امن وامان کا) یہ حال ہوگا کہ آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا تو وہ گزند نہ پہنچائے گا (لوگوں کے مابین) نہ بخل ہوگا نہ حسد اور نہ کینہ۔ (کنزالعمال بحوالہ ابونعیم)

۵۷:... حضرت ربیع بن انس البکریؒ جو ایک تابعی ہیں مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نصاریٰ آئے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے مناظرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا: ان کا باپ کون ہے؟ اور اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے لگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہر بچہ اپنے باپ کے مشابہ (یعنی اس کا ہم جنس) ہوتا ہے؟ انہوں نے اقرار کیا کہ (بے شک ہم جنس ہوتا ہے) آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آنے والی ہے، انہوں نے کہا بے شک ہمیں معلوم ہے...الخ (اس حدیث میں آگے وہ دلائل ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہیں ہوسکتے، مگر حدیث کا یہ حصہ موضوع کتاب سے خارج ہونے کے باعث مولف نے حذف کردیا ہے ہم بھی ان کی تقلید کرتے ہیں: مترجم)۔ (الدرالمنثور شروع سورۂ آل عمران بحوالہ ابن جریر و ابن ابی حاتم)

۵۸:... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم زمین پر نازل ہونے کے بعد نکاح کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی...الخ۔
(مشکوٰۃ وابن الجوزی و کنزالعمال)

۵۹:... حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ساتھیوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے برابر میں دفن کیا جائے گا پس ان کی قبر چوتھی ہوگی۔
(بخاری فی تاریخہ والطبرانی والدرالمنثور)

۶۰:... حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے خروج مہدی کا انکار کیا، اس نے اس وحی کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور جس نے نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا انکار کیا اس نے کفر کیا اور جس نے خروج دجال کا انکار کیا اس نے کفر کیا اور جو شخص یہ ایمان نہ رکھتا ہو کہ اچھی اور بری تقدیر سب اللہ کی طرف سے ہے، اس نے کفر کیا کیونکہ جبرئیل نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص یہ ایمان نہ رکھتا ہو کہ اچھی اور بُری تقدیر سب اللہ کی طرف سے ہے، وہ میرے علاوہ کسی اور کو اپنا رب بنالے۔ (فصل الخطاب والروض الانف، ص:۱۶، ج:۱)

(جاری ہے)

مرزا قادیانی کا تعارف وکردار

حافظ عبید اللہ

(۴)

مرزا قادیانی کے اولی الامر:

بلکہ مرزا قادیانی تو یہاں تک پہنچا کہ قرآن کریم سے غاصب انگریزی حکومت کی اطاعت کو واجب ٹھہرانے لگا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم''...اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ان صاحب امر اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں...۔'' (النساء:۵۹)، اس آیت میں ''اولی الامر'' کے ساتھ ''منکم'' کی قید ہے، یعنی ان حاکموں یا صاحبان امر کا حکم مانو جو تم میں سے ہوں، یعنی اہل ایمان میں سے ہوں، لیکن مرزا قادیانی کی منطق پڑھیے وہ کیا لکھتا ہے:

''میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے ''اولی الامر'' میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں کیونکہ وہ ہمارے دینی مقاصد کے حارج نہیں ہیں بلکہ ہم کو ان کے وجود سے بہت آرام ملا ہے۔''

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن:۱۳، ص:۴۹۳،۴۹۴)

آفرین ہے مرزا قادیانی کی جماعت پر کہ وہ آج تک اپنے گرو کی نصیحت پر پوری طرح قائم ہیں اور اس کے بدلے انگریز بہادر کی طرف سے ان کے مذہب (یعنی قادیانیت) کو آج بھی بہت آرام مل رہا ہے۔ ہاں یہ سوال ہم قارئین کے لئے چھوڑ دیتے ہیں کہ مرزا کے خاندان نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں (جسے مرزا غدر کے لفظ سے یاد کرتا ہے) غاصب انگریز کی مدد کیوں کی؟ اور پھر مرزا قادیانی کو ممانعت جہاد کے بارے میں کتابیں شام، روم، مصر، بغداد اور افغانستان وغیرہ میں تقسیم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہاں تو اس وقت انگریز کی حکومت نہ تھی، ہمارے خیال میں یہ مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ ہے، وہ تو قتل کے خوف سے ہندوستان کے پنجاب سے بھی باہر جانے سے ڈرتا تھا، اس نے اپنے بعض مرید تبلیغ کے لئے افغانستان بھیجے تھے جن کو امیر حبیب اللہ کے حکم سے سنگسار کردیا گیا تھا اور کہا جاتا ہے کہ امیر حبیب اللہ مرحوم نے مرزا کو پیغام بھیجا تھا کہ: ''ایں جا بیا'' یعنی خود یہاں آؤ، وہ دن اور آج کا دن افغانستان کا نام سنتے ہی مرزائی کانپتے ہیں، اس میں اتنی ہمت کہاں تھی کہ وہ ان ملکوں میں ایسی کتابیں شائع کرسکتا اور کیا اللہ کا ایک نبی جو ''مطاع یعنی جس کی اطاعت کی جاتی ہے'' ہوتا ہے وہ کسی کافر کا مطیع ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں مخاطب فرمایا: ''فلا تطع الکافرین'' ''آپ کافروں کی اطاعت نہ کیجئے۔ (الفرقان:۵۲) اور ''یا ایہا النبی اتق اللّٰہ ولا تطع الکافرین والمنافقین''...اے نبی اللہ سے ڈریں اور کفار و منافقین کی اطاعت نہ کریں۔ (الاحزاب:۱) وغیرہ دوسری آیات۔

مرزا قادیانی اور یاجوج وماجوج کی اطاعت:

بات لمبی ہوگئی، لیکن ایک مزید حوالہ اگر پیش نہ کیا جائے تو بات ادھوری رہے گی، آپ نے پڑھا کہ مرزا قادیانی نے بڑی تاکید کے ساتھ انگریز اور گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے بلکہ اپنے مذہب کا دوسرا حصہ بتایا ہے، لیکن مرزا کی یہ تحریریں پڑھیں:

''فان یاجوج وماجوج هم النصاریٰ من الروس والاقوام البرطانیہ۔'' (حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن:۷، ص:۲۰۹،۲۱۰)

''بے شک یاجوج ماجوج سے مراد روس کے عیسائی ہیں اور برطانوی اقوام ہیں۔''

نیز یہی بات مرزا نے ایک اور جگہ یوں لکھی ہے:

''ان دونوں قوموں (یعنی یاجوج و ماجوج: ناقل) سے مراد انگریز اور روس ہیں، اس لئے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔'' (ازالہ اوہام، حصہ دوم، روحانی خزائن:۳، ص:۳۷۳)

آپ نے دیکھا ایک طرف انگریز اور برطانوی حکومت کی اطاعت کو قرآن سے فرض ثابت کیا جارہا ہے دوسری طرف اسی انگریز اور برطانوی اقوام کو یاجوج و ماجوج بھی لکھا جارہا ہے اور پھر انہی یاجوج و ماجوج کے لئے فتح کی دعا کرنے کی اپیل بھی کی جارہی ہے، جبکہ قرآن نے یاجوج و ماجوج دونوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ: ''مفسدون فی الارض'' ''وہ زمین میں فساد مچانے والے ہیں۔ (الکہف:۹۴)

حج بھی کیا کعبہ کا، گنگا کا اشنان بھی
راضی رہے رحمٰن بھی، خوش رہے شیطان بھی

مرزا قادیانی کے استاد:

مرزا قادیانی نے مختلف اساتذہ سے تعلیم

حاصل کی، چنانچہ خود تفصیل یوں بیان کی:

"بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا، جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں معلم میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا، میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی، اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے، بعد اس کے جب میں سترہ اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا، ان کا نام گل علی شاہ تھا، ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیاں میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔" (کتاب البریہ، روحانی خزائن:۱۳، ص:۱۷۹ تا ۱۸۱ حاشیہ)

اور پھر مرزا قادیانی نے اپنے استاذ گل علی شاہ کا تعارف ایک جگہ یوں کروایا ہے:

"ہمارے ایک استاذ شیعہ تھے، گل علی شاہ ان کا نام تھا، کبھی نماز نہ پڑھا کرتے تھے، منہ تک نہ دھوتے تھے۔" (ملفوظات، ج:۱، ص:۵۸۳، نیا ایڈیشن پانچ جلدوں والا)

محترم قارئین! مرزا قادیانی یہاں لکھا کہ:

"قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں فضل الٰہی نامی استاد سے پڑھیں" لیکن دوسری جگہ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ:

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔" (ایام الصلح، روحانی خزائن:۱۴، ص:۳۹۴)

اب یہ بات تو مرزا قادیانی کے امتی ہی بتا سکتے ہیں کہ فضل الٰہی نامی بزرگ انسان تھے یا کچھ اور؟ جب خود مرزا لکھ چکا کہ اس نے ان بزرگ سے قرآن شریف پڑھا تھا تو پھر یہ قسم یقیناً جھوٹی ہے کہ میں نے کسی انسان سے قرآن کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا۔ جماعت مرزائیہ یہاں یہ شوشہ چھوڑتی ہے کہ مرزا کی مراد ان الفاظ سے یہ ہے کہ میں نے قرآن کی تفسیر و تشریح کا ایک سبق بھی کسی انسان سے نہیں پڑھا، یہ تاویل باطل ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے یہاں الفاظ لکھے ہیں: "کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے" یہاں تین چیزیں الگ الگ مذکور ہیں: قرآن، حدیث اور تفسیر اور ان کے درمیان حرف "یا" لا کر انہیں جدا کیا گیا ہے لہٰذا یہاں قرآن سے مراد قرآن کی تلاوت ہی ہے تفسیر نہیں، کیونکہ اس کا ذکر بعد میں الگ سے ہے، بہرحال ہمارا موضوع یہاں مرزا قادیانی کے تضادات پر بحث کرنا نہیں یہ تو ایک ضمنی بات تھی جو ہم نے جملہ معترضہ کے طور پر بیان کر دی۔

انبیاء کسی دنیاوی استاد کے شاگرد نہیں ہوتے:

دوستو! حضرات انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے نہیں کرتے اور نہ وہ مکتبوں یا مدارس میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، وہ اللہ جل شانہ کے شاگرد ہوتے ہیں اور اسی سے علوم و معارف حاصل کرتے ہیں، ان کا استاد صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے، چنانچہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث شریف میں قیامت کے دن کے احوال کے بارے میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ اللہ کے نبی نے فرمایا:

"ان لکل نبی یوم القیامة منبراً من نور، وانی لعلی اطولها وانورها فیجیء مناد فینادی: این النبی الامی؟ قال: فیقول الانبیاء کلنا نبی امی فالی اینا ارسل؟ فیرجع الثانیة فیقول: این النبی الامی العربی؟ قال فینزل محمد صلی الله علیه وسلم حتی یاتی باب الجنة فیقرعه... الی آخر الحدیث۔" (صحیح ابن حبان، ج:۱۴، ص:۴۰۰، حدیث نمبر:۶۴۸۰ طبع موسسة الرسالة، بیروت)

ترجمہ: "قیامت کے دن ہر نبی کے لئے ایک منبر ہوگا، لیکن میرا منبر سب سے لمبا اور سب سے زیادہ روشن ہوگا، پس ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا کہ: اُمّی نبی کہاں ہیں؟ تو تمام انبیاء کرام فرمائیں گے کہ ہم سب اُمّی نبی ہیں، ہم میں سے کسے بلایا جارہا ہے؟ تو آواز لگانے والا دوبارہ آواز لگائے گا: عربی اُمّی نبی کہاں ہیں؟ تو فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (منبر سے) اتریں گے اور جنت کے دروازے کے پاس جائیں گے اور باب جنت پر دستک دیں گے....."

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ کے تمام نبی "اُمّی" ہوئے ہیں اور ان میں سے کسی نے کسی مدرسہ یا درس گاہ میں کسی استاد کے سامنے بیٹھ کر دین یا اس کا کوئی متعلقہ علم حاصل نہیں کیا، اس حقیقت کا اقرار خود مرزا قادیانی نے اپنی زندگی کی سب سے پہلی کتاب (جو بقول اس کے اس نے اللہ تعالیٰ کے

طرف سے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کی تھی) کے اندر اس طرح کیا ہے:

''لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور ہیولیٰ کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔''

(براہین احمدیہ حصہ اول، روحانی خزائن:۱، ص:۱۶)

اور ایک جگہ یوں لکھا:

''کیوں کہ سب نبی تلمیذ الرحمٰن ہیں۔''

(اربعین:۲، روحانی خزائن:۱۷، ص:۳۵۸ حاشیہ)

تلمیذ الرحمٰن کا مطلب ہے کہ تمام نبی رحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں، لیکن دوسری طرف مرزا قادیانی نے باقاعدہ دنیا کے استادوں سے قرآن وصرف ونحو وغیرہ کا سبقاً علم حاصل کیا، لہٰذا وہ نبی نہیں ہوسکتا۔

ایک مرزائی دھوکا:

جماعت مرزائیہ اکثر کہتی ہے کہ دیکھو قرآن میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا تھا کہ: آپ مجھے اس چیز کی تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہے۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی شاگردی اختیار کی، نیز حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قبیلہ بنو جرہم سے عربی سیکھی، لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ نبی دنیا میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا۔

جواب: کیا کوئی مرزائی بتاسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کون سی کتاب پڑھی تھی؟ یا کون سا دینی یا شریعت کا علم حاصل کیا تھا؟ اگر کوئی بتادے تو ہمیں بھی پتہ چلے۔ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا سورۂ کہف میں مذکور پورا واقعہ پڑھنے اور کتب حدیث وتفسیر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بھیجے جانے کے سبب اور وجہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اللہ نے آپ کو حضرت خضرؑ کے پاس کوئی علم حاصل کرنے نہیں بھیجا تھا اور نہ ہی حضرت موسیٰ نے حضرت خضرؑ سے کوئی شریعت یا دین کا علم حاصل کیا یا کوئی کتاب پڑھی، جو علم حضرت خضرؑ کو اللہ نے دیا تھا وہ حضرت موسیٰؑ کے لئے نہ ضروری تھا اور نہ انہیں اس کی کوئی حاجت تھی (اس علم کو علم لدنی کے نام سے بیان کیا جاتا ہے) لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے جو یہ فرمایا کہ: ''ھل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا'' اس کا یہ مفہوم نہیں کہ میں آپ سے دین یا شریعت کی تعلیم حاصل کرنے آیا ہوں، بلکہ یہ ہے کہ آپ مجھے اس علم کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا اور مجھے نہیں دیا؟ اس سے یہ دلیل پکڑنا کہ حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ سے کوئی دین یا شریعت کا علم حاصل کرنے بھیجا تھا سراسر غلط ہے، پھر حضرت خضرؑ تو جمہور کے نزدیک اللہ کے نبی ہیں اور دلائل وقرائن سے یہی بات صحیح بھی معلوم ہوتی ہے، کیونکہ حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا تھا: ''ھل اتبعک'' کیا میں آپ کی پیروی کرسکتا ہوں، اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ کا ایک نبی کسی غیر نبی کی اتباع کرے، اسی طرح اس واقعہ کے آخر میں حضرت خضر نے فرمایا: ''وما فعلتہ عن امری'' یہ سب کام میں نے اپنی مرضی سے نہیں کئے، یعنی یہ سب اللہ کی وحی سے کیا ہے، نیز اسی واقعہ میں اللہ نے حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ''آتیناہ رحمۃ من عندنا...'' انہیں ہم نے اپنی طرف سے رحمت دی تھی، ''رحمۃ'' کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمائی: ''الھدی والنبوۃ'' یعنی ہدایت اور نبوت (تفسیر در منثور وغیرہ) علامہ بیضاویؒ نے بھی لکھا ہے اس سے مراد وحی اور نبوت ہے۔ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک حضرت خضرؑ نبی ہیں اور آیت بھی ان کے نبی ہونے پر دلالت کرتی ہے (تفسیر قرطبی، ج:۱۳، ص:۳۲۵، مؤسسۃ الرسالۃ) لہٰذا ایک نبی کا دوسرے نبی سے کسی چیز میں استفادہ کرنا کوئی قابل اعتراض نہیں، کچھ علماء کا خیال ہے کہ وہ نبی نہیں، لیکن ان کا ولی اللہ اور اللہ کا نیک بندہ ہونا تو سب کے نزدیک متفق علیہ ہے، نیز اللہ نے فرمایا تھا: ''وعلمناہ من لدنا علما'' ہم نے انہیں اپنے پاس سے ایک علم سکھایا تھا، یعنی جو علم حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تھا وہ انہوں نے کسی انسان سے نہیں حاصل کیا تھا، بلکہ اللہ نے دیا تھا تو جس علم کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جاننے کے خواہش مند تھے وہ براہ راست اللہ ہی سے ملا ہوا تھا کسی انسان سے نہیں، جبکہ مرزا قادیانی نے تو باقرار خود ایسے استادوں کی شاگردی اختیار کی جو نماز تک نہیں پڑھتے تھے بلکہ منہ تک نہیں دھوتے تھے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت اسماعیلؑ نے قبیلہ بنو جرہم سے عربی سیکھی تو اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ ''قبیلہ جرہم کے کچھ لوگوں نے وہیں پڑاؤ ڈال لیا جہاں حضرت اسماعیلؑ اور آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ تھیں (یعنی مکہ میں)'' تو حضرت اسماعیلؑ جو ابھی بچے تھے اس قبیلے میں گھل مل گئے کیونکہ ان دونوں ماں بیٹوں نے اس سے پہلے اس جگہ کوئی انسان نہ دیکھا تھا، قبیلہ بنو جرہم عربی زبان بولتے تھے، تو جب حضرت اسماعیلؑ ان کے اندر رہتے تھے تو آپ نے جوان ہوتے عربی زبان بھی سیکھ لی۔ حدیث میں ہرگز یہ نہیں کہ آپ نے قبیلہ بنو جرہم کے فلاں آدمی سے باقاعدہ عربی کی کتابیں پڑھ کر عربی سیکھی تھی جیسے مرزا قادیانی نے عربی وفارسی پڑھی تھی۔ (جاری ہے)

ختم نبوت انعام گھر کا انعقاد

رپورٹ: مولانا محمد ابراہیم ادہمی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے ضلعی امیر حاجی امیر صالح کی صدارت میں فیصلہ کیا گیا کہ عصری مدارس خصوصاً اسکول و کالج کے ابتدائی طلبا کے درمیان ۱۳ اور ۱۴ راگست کو جامع مسجد مجیدی نورنگ میں ختم نبوت انعام گھر مقابلہ ہوگا تاکہ اسکول و کالج کے طلبا میں بچپن ہی سے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ اسی مقصد کی کامیابی کے لئے ساتھیوں نے بھرپور کوشش شروع کی۔ کیونکہ یہ پروگرام پہلی دفعہ منعقد ہو رہا تھا اور اپنی حیثیت سے یہ ایک منفرد پروگرام تھا۔ اسی لئے ختم نبوت چوک نورنگ میں دو روزہ آگاہی و داخلہ کیمپ لگایا گیا۔ اس تربیتی کیمپ میں اسکول کے طلبا نے زور و شور سے حصہ لیا۔ ۱۳ راگست صبح ۸ بجے جامع مسجد مجیدی نورنگ میں تربیتی پروگرام کا پہلا سیشن شروع ہوا، پہلے دن تقریباً ۱۰۰ طلبا نے حاضر ہو کر باقاعدہ کلاسوں میں شرکت کی۔ شرکاء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب، ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ صاحب، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی، ناظم نشر و اشاعت صاحبزادہ امین اللہ جان، معاون ناظم ماسٹر عمر خان اور پرنسپل جناب یونس علی صاحب نے اسکول و کالج کے طلبا کو ختم نبوت کے موضوع پر درس دیا۔ پہلے دن مہمانان کی پُرتکلف چائے و شربت سے تواضع کی۔ پہلے دن کا کورس نصابی: ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم صاحب کی دعا سے اختتام ہوا۔

۱۴ راگست صبح ۸ بجے ختم نبوت انعام گھر کا دوسرا اور آخری سیشن ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ کی نگرانی میں شروع ہوا اس سیشن میں تقریباً ۱۳۰ طلبا نے باقاعدہ شمولیت کی۔ جبکہ ۳۰ یا ۴۰ طلبا بعد میں شریک کورس ہو گئے۔ ۸ بجے سوال جواب کا سلسلہ شروع ہوا، جو ۱۰ بجے تک جاری رہا۔ اسکول کے چھوٹے طلبا کے ساتھ میٹرک اور ایف اے، ایف ایس سی کے طلبا نے بھی حصہ لیا۔ مقابلے میں حصہ لینے والے طلبا کا جذبہ اور خوشی دیدنی تھی کیونکہ وہ ایک ایسے مقابلے میں حصہ لے رہے تھے جس کا تعلق عقیدہ ختم نبوت اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی تحفظ کے لئے تھا اور بچے حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ جیسے کم سن بچے کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سوال کا جواب سوال ختم ہونے سے پہلے دیا کرتے تھے۔ مجلس کے سرپرست شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے اول، دوم، سوم آنے والے طلبا میں خصوصی انعامات تقسیم کئے، جبکہ تمام شرکائے کورس کو بھی انعامات سے نوازا گیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے معاون ناظم ماسٹر عمر خان مولانا شبیر احمد حقانی اور صحافیوں کو اعزازی انعامات دیئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب نے ختم نبوت انعام گھر کے منتظمین اور شرکا کو انتہائی قیمتی نصائح اور عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر سلیس انداز سے روشنی ڈالی اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ آج پورے ملک میں جشن آزادی منایا جا رہا ہے اور آپ سب حضرات اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ اور اسلام، پاکستان کی تحفظ کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو کر عاشقین ختم نبوت و محافظین مملکت کے مجاہدوں میں شامل ہو گئے ہو۔ ان شاء اللہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ مملکت پاکستان کے تحفظ پر بھی جان قربان کریں گے۔ پاکستان کی آزادی کے لئے ہمارے اکابر علماء نے بہت زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ ہم اپنے اکابر علماء کی قربانیوں کو فراموش نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے اکابر کی انہی قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

تھرپارکر میں جماعتی سرگرمیاں

تھرپارکر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۳ راگست بروز ہفتہ بعد نماز عشاء مدرسہ عثمانیہ اسلام کوٹ میں مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے پُرجوش اور مدلل خطاب کیا۔ اس موقع پر ختم نبوت سے متعلق لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۴ راگست بروز اتوار بمقام مدرسہ الحق ننگر پارکر میں "ختم نبوت زندہ باد، پاکستان پائندہ باد" کے عنوان سے کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ضلع میرپور خاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے خطاب کیا۔ خصوصی بیان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کا ہوا، انہوں نے "فتنہ قادیانیت اور ہماری ذمہ داری" کے عنوان پر بیان کیا۔ مہمانوں کے طعام اور رہائش کا نظم قاری احمد علی درس اور مولانا ولی اللہ نے کیا۔

انہوں نے مزید کہا کہ قادیانی روز اول سے لے کر آج تک اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشیں کررہے ہیں حکومت قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھے اور ان کو قانون کا پابند کیا جائے۔ موجودہ دہشت گردی میں قادیانیوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ آپریشن ضرب عضب کا دائرہ وسیع کر کے چناب نگر میں بھی آپریشن شروع کیا جائے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے۔ حضرت شیخ صاحب کے خطاب کے بعد ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ صاحب نے مختصر خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے ضلعی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب سے اختتامی دعا کی درخواست کی۔

یاد رہے کہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب شدید ترین بیماری کے باوجود ختم نبوت انعام گھر مقابلے میں شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کو صحت کاملہ عطا فرمائیں۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کی اختتامی دعا کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت نے آزادی امن واک کا اہتمام بھی کیا تھا۔ ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ صاحب، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی، ناظم نشرواشاعت صاحبزادہ امین اللہ جان، معاون ناظم ماسٹر عمر خان، JUI کے سینئر رہنما مولانا بشیر احمد حقانی، مولانا محمد علی، مولانا عجب نور حیدر، قومی وطن پارٹی کے صوبائی رہنما امیرزادہ خٹک نے ختم نبوت چوک نورنگ میں پرچم کشائی کی۔ پرچم کشائی کی تقریب کے بعد ختم نبوت آزادی امن واک میں اسکول و کالج کے طلبا کے ساتھ بڑی تعداد میں معززین علاقہ، سول سوسائٹی اور عام مسلمان بھی شریک تھے۔ ختم نبوت آزادی امن واک سرائے نورنگ کے مختلف چوکوں سے ہوتے ہوئے ختم نبوت چوک نورنگ میں جی ٹی روڈ پر ایک بڑے جلسۂ عام کی شکل میں تبدیل ہوا۔ مقررین نے آزادی کی نعمت اور قربانیوں پر مفصل خطابات کئے۔ بالآخر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے زیراہتمام یہ عظیم الشان دو پروگرام حضرت مولانا استاد الحدیث عبدالغفار صاحب کی دعا سے اختتام پذیر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ تمام ساتھیوں کی محنت کو قبول فرمائیں۔ خصوصاً مولانا محمد طیب طوفانی، صاحبزادہ امین اللہ جان، شفیع اللہ سپرلی خیل، ماسٹر عمر خان، مولانا شبیر احمد حقانی، مولانا محمد امجد، کونسلر محمد حنیف اور نورزادہ سمیت تمام ساتھیوں نے بہت کوشش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ تمام کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

☆☆..........☆☆

جانور ذبح کرنے کا طریقہ ومسائل

مفتی محمد فرحان فاروق

ذبح سے جانور حلال ہونے کی تین شرطیں جن کے بغیر ذبیحہ حلال نہیں ہوتا:

پہلی شرط:

ذبح کرنے والا مسلمان ہو (اہل کتاب کے ذبیحہ کے بارے میں تفصیل بوقتِ ضرورت مفتیانِ کرام سے معلوم کی جاسکتی ہے)۔

دوسری شرط:

یہ ہے کہ ذبح کرنے والا ذبح کرتے وقت زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرے اور اس میں پانچ باتیں یاد رکھیں:

(۱)......بہتر یہ ہے کہ عربی میں "بسم اللہ، اللہ اکبر" یا "بسم اللہ واللہ اکبر" کہیں، لیکن اگر صرف بسم اللہ کہا یا اللہ پاک کا کوئی سا بھی نام لیا تو بھی جانور حلال ہوجائے گا اور عربی زبان میں کہنا ضروری نہیں، کسی بھی زبان میں کہہ سکتے ہیں۔

(محمودیہ:۱۷/۲۳۹،۲۴۱)

(۲)......چھری پھیرنے والے کا خود "بسم اللہ" پڑھنا ضروری ہے، کسی اور کا "بسم اللہ" پڑھنا کافی نہیں اور اگر کسی اور نے مثلاً پاؤں پکڑنے والے نے "بسم اللہ" پڑھی تو یہ کافی نہیں ہوگی

(۳)......اگر کوئی شخص یا قصاب جو چھری پھیرنے والے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے یا چھری پھیرنے میں اس کی مدد کرے، اس کا بھی "بسم اللہ" پڑھنا ضروری ہے۔

(۴)......اگر دو شخص مل کر اس طرح چھری پھیریں کہ کچھ گردن ایک نے کاٹی اور کچھ دوسرے نے تو بھی دونوں کا بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۵) "بسم اللہ" بالکل ذبح کے وقت پہلی رگ کے کٹنے سے پہلے پہلے پڑھی جائے۔

☆......اگر تمام یا تین رگیں کٹنے سے پہلے جانور اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور اسے دوبارہ گرایا تو بسم اللہ دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

☆......اگر دو یا کئی جانور ایک ساتھ ذبح کرنے ہوں تو ہر جانور پر علیحدہ علیحدہ "بسم اللہ" پڑھنا ضروری ہے۔

☆......اگر "بسم اللہ" پڑھنی بھول گئے تو جانور حلال ہے، رگیں کٹنے سے پہلے یاد آگیا تو "بسم اللہ" پڑھنا ضروری ہے بعد میں یاد آیا تو ضروری نہیں۔

(احسن الفتاویٰ:۷/۴۰۳)

تیسری شرط:

یہ ہے کہ کسی تیز دھار آلہ مثلاً چھری یا چاقو سے گردن کی چار رگیں کاٹ دی جائیں، وہ چار رگیں یہ ہیں: (۱) نرخرہ یعنی سانس لینے کی نالی، (۲) وہ نالی جس سے کھانا پینا اندر جاتا ہے، (۳) اور (۴) خون کی وہ دو رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہیں، ان چاروں رگوں کو کاٹنا ہے، اگر ان میں سے کوئی سی بھی تین رگیں کاٹ دیں تو بھی حلال ہے، لیکن اگر صرف دو ہی رگیں کٹیں تو حلال نہیں۔

چھری کہاں پھیریں؟

جانور کی گردن میں ایک ابھری ہوئی ہڈی ہوتی ہے، جس کو گھنڈی یا کنٹھا اور Glottis کہتے ہیں، عام زبان میں اسے حلقوم بھی کہا جاتا ہے، قصاب اسے کوڑی یا حلق کی چوڑی بھی کہتے ہیں۔ یہ سانس کی نالی کا ایک حصہ ہوتی ہے، چھری اس ابھری ہوئی ہڈی سے آگے ایک آدھ انچ جگہ چھوڑ کر پھیری جاتی ہے، اسی طرح کہ گلا کٹنے کے بعد یہ ابھار والی جگہ سر کی طرف ہوجائے، لیکن اگر کسی جانور کے چھری اس طرح پھیری کہ گھنڈی سینہ کی طرف آگئی یعنی چھری اس ابھار سے پہلے پھیر دی تو بھی ذبیحہ حرام نہیں ہوگا، بشرطیکہ مطلوبہ رگیں کٹ گئی ہوں، لیکن یہ صورت جانور کے لئے بہت اذیت ناک ہے، لہٰذا اس سے بچیں۔

ذبح کرتے وقت مندرجہ ذیل چیزوں کا خیال رکھیں:

☆......جانور کو ذبح کرنے سے پہلے کچھ کھلا پلا دیں۔ (رحیمیہ:۱۰/۶۹)

☆......قربانی کے لئے جانور کو آرام سے لے کر آئیں، بلاضرورت ٹانگوں یا کانوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر لے جانا مکروہ ہے۔ (در:۵/۳۳۳)

☆......جانور کو آرام سے زمین پر بائیں کروٹ پر قبلہ رخ لٹا کر ذبح کریں۔ (احسن الفتاویٰ)

☆......چھری پھیرتے وقت اپنا رخ قبلہ کی طرف رکھنا سنت ہے۔ (احسن الفتاویٰ:۷/۴۰۶)

☆......تیز دھار آلہ سے ذبح کریں، کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

☆...... جانور کو لٹانے سے پہلے ہی چھری اچھی طرح تیز کرلیں، جانور کے سامنے یا اس کو لٹانے کے بعد تیز کرنا مکروہ ہے۔(در:۵/۲۳۳)

☆...... اپنے ہاتھ سے ذبح کریں، اگر ذبح کرنا نہیں آتا تو دوسرے سے کرواسکتے ہیں، مگر ذبح کے وقت خود بھی موجود ہونا افضل ہے۔

☆......لٹانے کے بعد ذبح کرنے میں بلاوجہ تاخیر نہ کریں، ایسا کرنا مکروہ ہے۔(رحیمیہ:۱۰/۶۹)

☆...... ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کریں، بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

☆...... اسی طرح ذبح کرنے اور اس کی تیاری میں ہر ایسے کام سے بچیں کہ جس میں جانور کو تکلیف ہوتی ہو۔

قبلہ رُخ کرنے کا آسان طریقہ:

اس بارے میں یہ سمجھ لیں کہ اصل اہمیت ذبح کرنے والے کے قبلہ رُخ ہونے کی ہے، دیکھا یہ گیا ہے کہ لوگ جانور کو قبلہ رُخ کرنے کی فکر میں رہتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض مرتبہ نہ جانور قبلہ رُخ ہو پاتا ہے اور نہ ہی ذبح کرنے والا اور عام طور پر اس موقع پر قصاب جلدی مچاتے ہیں، اس لئے اس وقت یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ جانور کا رُخ قبلہ کی طرف کیسے کیا جائے؟ اس کا ایک آسان حل یہ ہے کہ قصاب سے یہ کہہ دیا جائے کہ جانور اس طرح گرانا کہ میرا چہرہ، سینہ اور گردن پر چلتے وقت میری چھری کی نوک، تینوں قبلہ رخ ہوں اور اگر پھر بھی رُخ طے کرنا مشکل ہو تو بس اتنی کوشش کریں کہ ذبح کرنے والے کا رخ ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف ہوجائے۔

ذبح کرنے کا مسنون طریقہ:

اوپر ذکر کردہ باتوں کا خیال رکھتے ہوئے جب جانور کو ذبح کرنے کے لئے قبلہ رُخ لٹادیں تو یہ دعا پڑھیں:

’’اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ. اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ....‘‘

لفظ ’’عن‘‘ کے بعد اپنا نام لیں یا جن کی طرف سے قربانی کررہے ہیں، ان کا نام لیں اور اگر کئی لوگوں کی طرف سے کررہے ہیں تو ان سب کا نام لیں اور ایسا کرنا ضروری نہیں، بلکہ اردو میں بھی نام لینا ضروری نہیں بلکہ ذبح کرتے وقت نیت میں ان سب کی جانب سے ذبح کا خیال کرلیا جائے تو یہ بھی کافی ہے۔(کفایت المفتی) اور پھر ’’بسم اللہ اللہ اکبر‘‘ کہہ کر ذبح کریں اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

’’اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ‘‘

جانور کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار کریں:

جب تک جانور میں جان باقی ہے، اس کی ٹانگ یا گردن سے پکڑ کر گھسیٹا نہ جائے، بلکہ اس کی جان نکلنے کا انتظار کیا جائے۔ جانور کی جان کا نکلنا ان باتوں سے معلوم ہوسکتا ہے:(۱) رگوں سے خون بہنا بند ہوجائے، (۲) جانور حرکت کرنا چھوڑ دے، (۳) اس کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل جائیں، (۴) پتلیوں اور پلکوں کی حرکت بند ہوجائے، (۵) اس کی زبان باہر نکل آئے۔ بڑے جانور گائے وغیرہ تقریباً ۶ سے ۸ منٹ اور بکرے وغیرہ تقریباً ۳ سے ۴ منٹ میں ٹھنڈے ہوجاتے ہیں۔

☆...... بہت سے قصاب یہ دیکھنے کے لئے کہ جانور ٹھنڈا ہوگیا یا نہیں، جانور کی دم پاؤں سے مسلتے ہیں یا چھری کی نوک چبھوتے ہیں، یہ ناجائز ہے اور یہ قربانی کے جانور کی بے اکرامی بھی ہے۔

☆...... اسی طرح ذبح کرنے کے بعد کوڑھی کرنا بھی ناجائز ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، کوڑھی وہ عمل ہے جو قصاب جانور کو جلدی ٹھنڈا

ختم نبوت کانفرنس، کنری

کنری... ضلع عمرکوٹ (مولانا مختار احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۱/اگست بروز جمعرات بعد نماز عشاء بخاری چوک میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں قاری عبدالمجید نے تلاوت کلام پاک کی۔ کانفرنس میں مولانا قاری کامران نے عقیدۂ ختم نبوت بیان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع میرپورخاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے کنری میں مجلس کی قربانیاں اور بزرگوں کی خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اور حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر مدلل گفتگو کی۔ آخری بیان مولانا صبغت اللہ جوگی کا ہوا۔ مولانا مختار احمد مبلغ ختم نبوت کنری نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے اور دور دراز سے آنے والے حضرات کا شکریہ ادا کیا۔ خصوصاً مولانا نور محمد قرانی (امیر جے یو آئی) ضلع میرپورخاص، مولانا قاری عبدالستار نوکوٹ، مولانا محمد یعقوب نعمانی، قاری محمد قاسم اور انتظامیہ اور پولیس افسران اور کنری جماعت کی محنت اور کاوش پر داد دی، جنہوں نے کانفرنس کی تیاری سے کامیابی تک ہر طرح سے محنت کی۔

کرنے کے لئے اور اپنا وقت بچانے کے لئے کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جانور کی گردن کی ہڈی میں ایک رگ ہوتی ہے، جس کو حرام مغز کہتے ہیں، اس کے اوپر ایک جھلی ہوتی ہے اور اس جھلی کے اوپر گردن کی ہڈی کا جوڑ ہوتا ہے، ان میں سے کسی چیز پر چھری کا چھو جانا ہی کافی ہے، یہ کام قصاب چھری کے اشارہ سے کردیتے ہیں۔

مسئلہ:— اسی طرح گائے بچھڑے میں اس کے ٹھنڈے ہونے سے پہلے نحر اکرنا بھی گناہ ہے۔ نحر اوہ عمل ہے، جو قصاب گائے بچھڑے کی لٹکی ہوئی کھال سینہ تک کھولتے ہیں اور سینہ کے گوشت کے اندر چھری گھونپ کر دل کی بڑی رگ میں چیرہ لگاتے ہیں۔

مسئلہ:— اگر خدانخواستہ جانور اس طرح ذبح کیا کہ پوری گردن جدا ہوگئی تو اس سے قربانی حرام نہیں ہوتی، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ)

ہدایت:..... اور جب تک جانور زندہ ہے، اس کا کوئی عضو کاٹنا یا کھال اتارنا، سر الگ کرنا، پائے کاٹنا گناہ ہے۔ یہ سب کام باعث گناہ ہیں، ان سے جانور کو زائد تکلیف ہوتی ہے جو کہ ناجائز ہے، ان باتوں کا خود بھی خیال رکھیں اور قصاب کو بھی تاکید کردیں۔ (امداد الاحکام: ۴ر۲۴۷)

مسئلہ:..... جس جانور کو ذبح کیا جارہا ہو، اس کا زندہ ہونا ضروری ہے، مردہ جانور ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوگا۔

مسئلہ:..... جو جانور زخمی ہوجائے یا گر جائے یا کسی بھی وجہ سے مرنے کے قریب ہوجائے اور اسے ذبح کیا جائے تو اگر ذبح کے وقت وہ زندہ ہو اور اس کے اندر جان باقی ہو تو وہ ذبح کرنے سے حلال ہوجائے گا، اگر اس جانور کے زندہ ہونے یا نہ ہونے میں شک ہو تو اگر ذبح کرتے وقت اس سے خون نکلا یا اس کے جسم نے کوئی حرکت کی تو وہ حلال ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ: ۱۷ر۲۷۹)

البتہ جس جانور کا زندہ ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو وہ ذبح کرنے سے حلال ہوجائے گا، خواہ ذبح کے وقت خون نہ نکلے۔ حرکت کرنے سے ایسی حرکت مراد ہے جو زندہ ہونے کی علامت بن سکے، مثلاً منہ بند کرنا، آنکھیں بند کرنا، ٹانگیں سمیٹنا وغیرہ۔ (فتاویٰ عالمگیریہ)

مسئلہ:..... جس جانور کو ذبح کیا اس کے پیٹ سے بچہ نکلا تو اگر وہ بچہ مردہ ہو تو اس کا کھانا حرام ہے اور اگر زندہ ہو تو وہ ذبح کرنے سے حلال ہوجائے گا۔

(احسن الفتاویٰ: ۷ر۴۰۹)

☆☆..........☆☆

ختم نبوت کے لئے کراچی میں چرم قربانی جمع کرانے کے لئے رابطہ نمبر:

پرانی نمائش	جامع مسجد باب الرحمت	0321-2277304, 0333-3060501
ریاض مسجد	دہلی مرکنٹائل سوسائٹی	0333-2403694, 0300-8240567
رونیل کھنڈ سوسائٹی		0333-2219856, 0334-3313909
عالمگیر مسجد	عالمگیر سوسائٹی	0321-2627017
اکبری مسجد	دھوراجی کالونی	0321-2627016
مدنی مسجد	بلوچ کالونی	0300-3716592, 0321-2231059
[illegible] بھائی ٹاؤن		0321-2884756, 0311-9337096
جامع مسجد عائشہ	منظور کالونی	0333-8164488
جامع مسجد [illegible]	[illegible]	0300-2215163
پاکستان چوک		0300-2276606
چھوٹی مسجد	دہلی کالونی	0300-2974520, 0300-2605807
فلاح مسجد	فیڈرل بی ایریا	0300-2700626, 0300-2242764
جامع مسجد [illegible]	الٰہی بخش کالونی	0315-2479080

نارتھ کراچی	0333-3606177, 0333-3534697
عائشہ مسجد، بلدیہ ٹاؤن	0332-2454681
میٹروول	0333-2493677
اورنگی ٹاؤن	0321-3792292
اتحاد ٹاؤن	0333-3580811
ماڑی پور	0300-9223988
انعم ہوم، ملیر/شاہ فیصل کالونی	0333-2245852
قائد آباد، قذافی ٹاؤن	0321-3796371
مسجد اقصیٰ، شاہ لطیف ٹاؤن	0333-3619246
توحید مسجد، گلشن حدید	0343-2412943,0333-2300856
المصطفیٰ مسجد، اسٹیل ٹاؤن	0333-2578711,0335-3022382
بھینس کالونی	0300-2040411
نعیم مسجد، بھٹائی کالونی کورنگی	0332-3367144

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

◆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔ ◆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔ ◆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ◆ اندرون وبیرون ملک ۵۰ مراکز، ۳۰ مبلغین اور ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔ ◆ عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں مفت لٹریچر کی تقسیم۔ ◆ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ سے امت مسلمہ کی محاذ ختم نبوت پر ذہن سازی۔ ◆ چناب نگر میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔ ◆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، دار التصنیف بھی مصروف عمل ہے۔ ◆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ ◆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔ ◆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ کے شہر برمنگھم میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ◆ افریقہ کے ایک ملک ''مالی'' میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ ◆ یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: 061-4582486, 061-4783486
رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون: 021-32780337, 021-32780340

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi

مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ